

Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

- (1) Composing some pages of the upcoming Novels
- (2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: www.1001Fun.com

:: Our Special Thanks to ::

www.OneUrdu.com

www.PakStudy.com

www.UrduArticles.com

www.UrduCL.com

www.NayabSoftware.com

اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس (2010) تک ایک ہزار ایک (1,001) مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ ﴿1﴾ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴿2﴾ یہ ناول اپنے پیاس (50) دوستوں کو ای میل کر کے ﴿2﴾ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

www.1001Fun.com

Respected Urdu Lover,

تاریخ آغاز: 31-05-2008
by: theproactiveproduction.

آہنی دروازہ

از

ابن صفی

سے نہیں تھیں۔۔۔ کیونکہ ان کے جسموں پر جدید طرز کا شہ سواری لباس تھا اور ان کے گھنگھریالے بال مغربی طرز کے تھے۔ وہ عمران کو گھورتی ہوئی قریب سے ہزر گئیں۔

یہ سڑک زیادہ چوڑی نہیں تھی۔۔۔ اور ان کے ٹو برابر سے اتنے فاصلے پر چل رہے تھے کہ ان کے درمیان سے کار نکال کر لے جانا آسان کام نہیں تھا۔۔۔ جب وہ اگلے موڑ پر نظروں سے اوجھل ہو گئیں تو عمران نے پھر سے اپنی ٹوسیٹر اسٹارٹ کی۔۔۔ لیکن اس موڑ سے گزرنے کے بعد بھی وہی مسئلہ درپیش رہا۔ یعنی اتنی جگہ نہیں تھی کہ وہ دونوں کے درمیان اس نے پے درپے کئی بار ہارن دیا لیکن ٹوؤں کے درمیانی فاصلے میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اولڑکیاں ایک دوسری کی طرف دیکھ کر صرف ہنس دیں۔۔۔

میں اس تفریح میں ضرور و شکست کرتا عمران چیخ کر بولا۔ لیکن مجھے جلدی ہے۔۔۔ براہ مہربانی اپنے ٹوؤں کا وایک طرف کر لیجئے۔

لیکن۔۔۔۔۔ بے سود۔۔۔ ٹو اسی انداز میں چلتے رہے۔۔۔۔۔ کدا سمجھے تم سے۔ عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔۔۔ اور اسکی کار آہستہ آہستہ ریٹکتی رہی۔۔۔ لیکن وہ اس ویران سڑک پر ان ٹوؤں کی موجودگی پر متحیر ضرور تھا۔۔۔ وہ کار روک کر اتر پڑا اور پھر اس نے ٹوؤں کے سامنے پہنچ کر ان کی بانگیں پکڑ لیں۔۔۔ لڑکیاں اس کی بے تکلفی پر متحیر رہ گئیں۔۔۔ لیکن وہ قطعی خوفزدہ نہیں تھیں۔ کیونکہ عمران کی شخصیت میں کوئی ایسی چیز ہی نہیں جس کا رعب دوسروں پر پڑ سکتا۔۔۔

ناول کا آغاز

(1)

عمران نے کار روک دی۔۔۔ دور دور تک سرسبز پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں اور سورج ان پر نارنجی رنگ بکھیرتا ہوا مغرب میں چھپ رہا تھا۔۔۔ دور کی پہاڑیوں پر ہلکی سے دھند چھائی ہوئی تھی۔۔۔ وہ کار سے اتر کر دو رہیں لگاتے ہوئے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

ایسا اندازہ نہیں تھا کہ ابھی اور کتنا چلنا پڑے گا۔ ان اطراف میں پہلی بار اس کا گزر ہوا تھا۔ ابھی تو اسے سڑک کے کنارے وہ نشان بھی نہیں ملا تھا جہاں رک کر اسے آگے جانے کے لیے راستہ تلاش کرنا تھا۔

سردار گڈھ پیچھے رہ گیا تھا۔ اسے سردار گڈھ سے دس میل آگے جانا تھا۔۔۔ اس نے دور بین آنکھوں سے ہٹادی اور کار سے کافی کا تھر ماس نکال رک اس میں کافی انڈیلی اور ٹھنڈی پانیوں کے ساتھ اسے ختم کرنے کے بعد پھر سے اسٹیرنگ سنبھال لیا۔۔۔ لیکن ابھی کار اسٹارٹ بھی نہیں کی تھی کہ پچھلے موڑ پر اسے گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی دیں۔ اور ساتھ ہی فضاء میں دوسری قسم کے قہقہے بھی لہرائے۔۔۔ عمران مڑ کر دیکھنے لگا۔۔۔

دو جوان لڑکیاں ٹوؤں پر سوار اسی طرف آ رہی تھیں۔ مگر یہ پہاڑی دھقانوں میں

عمران آگے بڑھا پھر بڑی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا کیونکہ لڑکی کا داہنا ہاتھ پوری قوت سے گھوما تھا اور وہ عمران کے پیچھے ہٹ جانے پر جھونک میں گرتے گرتے نیچی۔

خدا غارت کرے تمہیں۔ عمران بسور کر بولا۔ فقیروں سے ہاتھ پائی کرتی ہو۔ ابھی بدعا دوں گا۔ اللہ کا دیا سب کچھ ہے مگر خاندانی فقیر ہوں۔۔۔ کبھی کبھی برکت کے لیے بھیک مانگ لیتا ہوں۔۔۔ مگر ایسی ہی جگہ جہاں کوئی یہ نہ جانتا ہو کہ میں ڈپٹی کلکٹر ہوں۔

راستے سے ہٹ جاؤ۔ اس لڑکی نے کہا جس کے ہاتھ میں پستول تھا۔

افسوس کہ میں اپنی بین گھر بھول آیا ہوں۔۔۔ تب تو آپ کو یقین آتا کہ میں فقیر ہوں۔ اب بھی اس وقت موجود نہیں ہے۔۔۔ لیکن ٹھہریئے۔ عمران اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالنے ہی والا تھا کہ لڑکی ین کڑک کر کہا۔ خبردار اپنے ہاتھ اٹھائے رکھو۔

پھر تو آپ کو یقین نہیں دلا سکتا کہ می فقیر ہوں۔ عمران نے مایوسی سے کہا۔

یقین کے لیے تمہاری کار ہی کافی ہے۔ دوسری لڑکی بولی۔

میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ مگر خاندانی فقیر ہوں۔ میرے خاندان کے لوگ دن بھر تجارت شاعری اور نوکری کرتے ہیں۔۔۔ رات بھیک مانگتے کے لیے ہوتی ہے۔۔۔ ہمارے بزرگوں کا قول ہے کہ اپنی اصلیت نہ بھولو۔

بڑے ڈفر ہیں تمہارے بزرگ۔

تمہارے بزرگ کیسے ہیں؟ عمران نے پوچھا۔

وہ سر سے پیر تک احمق نظر آ رہا تھا۔۔۔ لڑکیاں اسے چند لمحے گھورتی رہیں پھر ایک نے جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ کیا بات ہے؟

اللہ کے نام پر۔۔۔ عمران نے گھسے ہوئی فقیر کی طرح دانت نکال دیئے۔

کیا بکواس ہے۔۔۔۔

ہمیشہ دعا دیتا رہوں گا۔۔۔ اللہ جوڑی سلامت رکھے۔

تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ یہ نہ سمجھنا کہ ہم تنہا ہیں۔ دوسری لڑکی آنکھیں نکال کر بول میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے ساتھ ٹو بھی ہیں۔۔۔ اللہ کے نام پر۔۔۔ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ یہاں آس پا کوئی موجود نہیں۔

پیچھے ہٹو پہلی لڑکی غرائی اور یک بیک اس نے اشاریہ دو پانچ کا پستول نکال لیا۔

ی۔ ارے۔۔۔ باپ رے۔ عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔۔۔ میں تو بھ بھیک مانگ رہا تھا۔

مرمت۔۔۔ دوسری لڑکی نے پہلی کی طرف دیکھ کر آنکھ دبائی۔

ایک پیکٹ چیونگم اللہ کے نام پر۔ عمران نے پھر ہانک لگائی۔۔۔

چیونگم چاہیئے؟ دوسری لڑکی نے پوچھا۔

ہاں۔۔۔ اللہ بھلا کرے۔

قریب آؤ۔۔۔

سامنے سے ہٹ جاؤ۔۔۔ باگ چھوڑ دو۔

ایک پیکٹ چیونگم۔

کتے ہو تم۔ لڑکی نے شکار کے تھیلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ اور چیونگم کا پیکٹ نکال کر اسکی طرف اچھال دیا۔ خدا جیتا رکھے۔ عمران نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا۔
جاؤ اب تم جاسکتی ہو۔۔۔ لیکن اب اگر راستے میں کہیں تم لوگوں نے میرا راستہ روکنے کی کوشش کی تو معاملہ ایک پیکٹ چیونگم پر نہیں ٹلے گا۔۔۔ سمجھیں؟
عمران ایک طرف ہٹ گیا اور وہ ٹوکو مہمیز کر کے آگے بڑھ گئی۔

عمران پھر کار میں آ بیٹھا۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکیاں قریب و جوار ہی میں کہیں رہتی ہوں گی۔ ورنہ اس طرح لمبا سفر کرنا تو قرین قیاس نہیں۔۔۔ ویسے اس لڑکی کے پاس پستول کی موجودگی نے اسے الجھن میں ڈالا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ان اطراف میں رہنے والے زیادہ تر سرمایہ دار قسم کے لوگ ہیں۔

سردار گڈھ اپنے نواحی علاقوں سمیت مٹی کے تیل کا بہت بڑا مرکز تھا اور یہاں کی آ بادی مزدوروں، کلرکوں، تاجروں اور سرمایہ داروں پر مشتمل تھی۔

پچاس سال پہلے تو یہاں خاک بھی نہیں اڑتی تھی کیونکہ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا۔ عمران اپنی زندگی میں شاید تیسری بار سردار گڈھ آیا تھا۔۔۔ لیکن اس حصے تک آنے کا پہلا اتفاق تھا۔ ان دونوں لڑکیوں کے متعلق سوچتے ہوئے اس نے کار اسٹارٹ کر دی۔ ہو سکتا ہے وہ اس

اتنے ڈفر بھی نہیں ہیں۔۔۔

تو پھر اگر تم کوشش کرو تو میں بھی انہیں اپنا بزرگ بنا سکتا ہوں۔ عمران نے کہا اور وہ لڑکی جھینپ کر اسے برا بھلا کہنے لگی۔۔۔

اللہ کے نام ر۔۔۔ عمران نے پھر ہانک لگائی۔

تم نہیں ہٹو گے؟ پہلی لڑکی دہاڑی۔

ایک پیکٹ چیونگم۔ میرے ختم ہو گئے ہیں۔

میں گولی مار دوں گی۔۔۔

مار دو تم بھی کیا یاد کرو گی کس فقیر سے واسطہ پڑا تھا۔

اچانک اس نے اپنا ٹوکو عمران پر دوڑا دیا۔۔۔ لیکن وہ آگے چل نکلی۔۔۔ کیونکہ عمران بڑی پرتھی سے ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ ٹوکو دوڑتا رہا۔ شاید وہ بیٹھا ہو گیا تھا۔

دیکھا تم نے۔ عمران نے دوسری لڑکی سے کہا۔ یہ تھا فقیروں سے دل لگی کا نتیجہ۔۔۔ اب وہ اسے کھڑی گرا دے گا۔۔۔ اور ہڈیاں چور ہو جائیں گی۔

ہٹو سامنے سے۔ مجھے جانے دو۔ دوسری لڑکی کچھ زور سے نظر آنے لگی۔۔۔

ایک پیکٹ چیونگم۔ ورنہ تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ تمہارے پاس تو پستول بھی نہ ہوگا۔
ہے میرے پاس۔

جھوٹ۔ سفید جھوٹ۔ ہوتا تو اب تک تم بھی نکال چکی ہوتیں۔

عمران نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ڈبہ نکالا اور اسکا ڈھکن اٹھاتے ہوئے ان کے سامنے پیش کر دیا۔ اس میں پانچ بڑے بڑے بچھوتھے۔
ان کے لیے بین ضروری نہیں ہیکونکہ یہ بھی بھینس ہی کی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔
عمران نے کہا۔۔

لڑکیاں چونک کر ایک دوسرے کی رطف معنی خیز انداز میں دیکھنے لگیں۔ عمران اندازہ نہیں کر سکا کہ انہیں حیرت تھی یا خوفزدہ ہو گئی تھیں۔

اب آپ مجھے راستہ بتائیے۔۔ اس نے احمقانہ انداز میں کہا۔
میں نہیں سمجھی۔ اس لڑکی نے کہا جس کے ہاتھ میں کچھ دیر پہلے پستول تھا۔
میں داراب کیسل جانا چاہتا ہوں۔

اوہ۔۔ وہ پھر دوسری لڑکی کی طرف دیکھنے لگی۔۔ اور پھر یک بیک اسکا رویہ بدل گیا وہ مسکرا کر بولی۔ داراب کیسل۔ ہاں نام تو سنا ہوا ہے۔۔ اوہو۔۔ وہی تو نہیں جہاں سردار داراب رہتے ہیں۔

وہی۔۔ وہی۔۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ میں آپکا شکر گزار ہوں گا۔
مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ لڑکی نے بڑے بھولپن سے پوچھا۔
آپ کا پر ہیں اور ہم۔۔۔

ٹٹوؤں پر۔۔ عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔ کارٹوسیٹر ہے ورنہ میں ٹٹوؤں کو اس

مقام سے واقف ہوں جہاں عمران کو پہنچنا تھا۔
لڑکیوں سے دوبارہ ملاقات ہونے میں دیر نہیں لگی۔ وہ ٹٹوؤں سے اتر کر چٹان پر بیٹھی عمران کی رکتی ہوئی کار کو گھور رہی تھیں۔۔ عمران کار سے اتر کر سڑک پر کھڑا ہو گیا۔۔ لڑکیاں کاموش بیٹھی رہیں پھر عمران ان کی طرف بڑھا۔۔

میں دراصل۔ عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا مگر دوسری لڑکی نے اسکا جملہ پورا کر دیا۔
اب آپ لوگوں کو بین سنا کر سانپ دکھاؤں گا۔۔
مجھے افسوس ہے۔۔ بین اور سانپ گھر چھوڑ آیا ہوں۔۔ لیکن آپکو کچھ ضرور دھکاؤں گا۔

دور رہی رہنا۔ پہلی لڑکی بگڑ کر بولی۔ ورنہ سچ مچ میں گولی مار دوں گی۔ تمہاری وجہ سے میرے پیری چوٹ آ گئی ہے۔
ٹٹو کی بدولت۔۔ عمران نے مغموم آواز میں کہا۔ کسی خاتون کو ٹٹو پر بیٹھے دیکھ کر مجھے گہرا صدمہ ہوتا ہے۔

کیوں پیچھے پڑے ہو۔ ہمارے۔۔ اپنا راستہ لو۔
راستہ تو آپ ہی نے روکا تھا۔۔ عمران نے برا سامنہ بنا کر کہا۔۔
اب مجھے راستہ بتائیے۔۔ اس کے عوض میں آپ کا دل خوش کر دوں گا۔۔ سانپ تو نہیں ہے میرے پاس۔۔ مگر۔۔

عمران نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ بائیں طرف ایک پتلی سی ڈھلوان سڑک تھی۔ جس کے بائیں جانب ایک بڑا سا بورڈ نصب تھا اور بورڈ پر تحریر تھا۔ یہ راستہ عام نہیں۔
ہائیں۔ عمران آنکھیں پھٹا کر بولا۔ یہ راستہ عام نہیں ہے۔ اس کا کیا مطلب۔۔
کہیں آپ مجھے کسی مصیبت میں نہ پھنسا دیں۔

یہ سڑک سردار داراب کی ملکیت ہے اور ان کی قیام گاہ یعنی دراب کیسل تک جاتی ہے۔
آپ بھی کہیں وہیں قریب رہتی ہیں۔ عمران نے پوچھا۔ ہاں۔ مختصر جواب ملا۔
تقریباً دو فرلانگ چلنے کے بعد عمران کو ایک طویل و عریض عمارت دکھائی دی جو سچ مج
محل ہی معلوم ہو رہی تھی۔ پھاٹک پر ایک سنگتری بھی موجود تھا۔ اس نے کار کو گزر جانے دیا۔
عمران کو اس پر حیرت ہوئی۔۔۔ پھر اس نے سوچا ممکن ہے یہ لڑکی بھی اسی عمارت سے تعلق
رکھتی ہو۔

دفعۃً اس نے اپنے بائیں پہلو میں کسی چیز کی چیبن محسوس کی اور اور پھر دوسرے ہی لمحے
میں اسے معلوم ہو گیا کہ وہ لڑکی کی پستول کی نال تھی۔۔۔

وہ اس وقت ایک بڑے پائیں باغ سے گزر رہے تھے۔ پھر کار جیسے ہی ایک رہائشی
عمارت کے سامنے پہنچی لڑکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
گاڑی روک دو اور انجن بند کر دو۔

عمران بے چوں چرا تعمیل کی۔ لیکن اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ ایک معنی خیزی

پر لا دیتا۔

اوہو۔۔۔ کوئی بات نہیں۔ لڑکی نے کہا۔ میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گی۔۔۔ اور
یہ اس نے دوسری لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ میرا ٹولے کر آ جائے گی۔
نہیں۔ آپ دونوں کار سے جائیے میں دونوں ٹوؤں پر بیک وقت سوار ہو کر چلوں گا۔
عمران نے خاکسارانہ انداز میں کہا۔

آپ آدمی ہیں۔۔۔ یا۔۔۔
میں آدمی ہی ہوں۔۔۔ آ مطمئن رہیں۔۔۔ ویسے بھول جانے کا مرض بری طرح
مجھ پر حاوی ہے۔ مگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ آئیے۔
وہ لڑکی پتھر سے اٹھ گئی تھی اور دوسری لڑکی کو اشارہ کرتے ہوئے عمران نے کہا کہ ساتھ
چلنے لگی تھی۔۔۔ پھر وہ اس کے ساتھ کار میں بیٹھ گئی۔ عمران نے انجن اسٹارٹ کیا۔
فی الحال سیدھے ہی چلیے۔ لڑکی نے کہا۔

اوہ۔۔۔ اچھا۔

کار چل پڑی۔۔۔ عمران خاموش تھا۔ لڑکی بھی شاید گفتگو کرنا نہیں چاہتیتھی۔ اس
کے انداز سے یہی معلوم ہو رہا تھا۔ وہ نہ صرف گہری سوچ میں تھی بلکہ اس کے چہرے سے
تشویش بھی ظاہر ہو رہی تھی۔

ہاں دیکھیے۔ اس نے کچھ دور چلنے کے بعد کہا۔ اب کار بائیں طرف موڑ دیجئے۔۔۔

بولا۔۔۔

تم مجھے بند ہونے کی جگہ دکھا دو میں خود ہی بند ہو جاؤں گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں ان لوگوں کے علاج پر کافی پیسہ خرچ کرنا پڑے۔۔۔ پستول کی نال پھر عمران کی طرف اٹھ گئی۔

اے تم لوگ اسے دیکھو میں ابھی آئی۔۔۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

نوکروں نے اسے پھر گھیر لیا۔ لیکن قریب پہنچ کر ہاتھ لگانے کی ہمت نہیں پڑی۔۔۔ لڑکی اندر جا چکی تھی۔۔۔ عمران بڑی لاپرواہی سے چیونگم چباتا رہا۔ نوکر ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

کچھ دیر بعد لڑکی واپس آ گئی۔ اس کے ساتھ دوا آدھی اور بھی تھی۔ دونوں سن رسیدہ اور اچھی صحت والے تھے۔

بابا۔۔۔ لڑکی نے ایک کو مخاطب کر کے عمران کی طرف اشارہ کیا۔ یہی ہے۔

اوہم۔۔۔ بوڑھے نے اپنی ناک پر عینک جما کر عمران کو اوپر سے نیچے تک دیکھا اور پھر عینک اتار کر اس کے شیشے صاف کرنے لگا۔ وہ چندھیائی ہوئی آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھتا بھی جا رہا تھا۔ دوبارہ عینک لگا کر اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر لڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔

اس کے پاس بچھو موجود ہیں۔ لڑکی بولی۔

مسکراہٹ۔

اب چپ چاپ نیچے اترو۔

اتر آیا چپ چاپ۔ معرنا نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

اگلا پروگرام۔۔۔

چلو۔۔۔ اس نے اسے پستول کی نال سے دھکا دیا۔

عمران چلنے لگا۔۔۔ پھر وہ اس وسیع دالان میں پہنچ کر رک گئے جہاں گیارہ آدمی

ملازموں کی وردی میں کھڑے تھے۔

بابا کہاں ہیں۔ لڑکی نے ان میں سے ایک کو مخاطب کیا۔

شطرنج کھیل رہے ہیں حضور۔

اچھا اس آدمی کو پکڑ کر کہیں بند کر دو۔

ہائیں۔ یہ کیوں۔ عمران احماقانہ انداز میں بولا۔ کیا یہ داراب کیسل نہیں ہے؟

تم داراب کیسل میں ہو۔ لڑکی نے اس کے پہلو سے ریوالتور ہٹاتے ہوئے کہا۔ نوکر

اسے نرغے میں لے چکے تھے۔

اور تم مجھے بند کر رہی ہو اس خبر سے سردار داراب کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

بند کر دو۔ لڑکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

نوکروں کے ہاتھ لگانے سے قبل ہی عمران ان کے نرغے سے نکل گیا اور ایک جگہ رکتا ہوا

مجھے سرسلطان نے بھیجا ہے عمران نے آہستہ سے کہا۔
تمہیں۔۔۔ بوڑھے نے نیچے سے اوہر تک اسکا جائزہ لیا۔ عمران اس وقت سراسر حماقت
نظر آ رہا تھا۔
جی ہاں۔۔۔ مجھے۔
اندر۔۔۔ بوڑھے نے دروازے کی رطف اشارہ کیا۔
عمران فوجیوں کے سے انداز میں چلتا ہوا اندر کی دروازی کی طرف مڑ گیا۔۔۔
(2)

دونوں لڑکیاں پائیں باغ میں تھیں۔۔۔ رات کے نوبے تھے۔ گوکہ سردی شدید تھی لیکن
چاندنی اس وات اتنی دلکش لگ رہی تھی کہ وہ دونوں اس وات چھت کے نیچے نہ ہر سکیں۔۔۔
ان میں سے ایک سردار داراب کی پوتی تھی۔ وہی جس نے عمران پر پستول تان لیا تھا۔
اور دوسری اس کی سہیلی جوان دنوں اس کے ساتھ مقیم تھی۔۔۔ دونوں ہی ایڈوینچر کی دلدادہ تھیں۔
روز ٹوؤں پر بیٹھ کر نکل جاتیں اور اور سارا دن پہاڑیوں میں بھٹکتی پھرتیں۔ دونوں کے
مشاغل اور شوق قریب قریب یکساں تھے۔ وہ پہاڑیوں میں خوش رنگ پرندوں کے پر تلاش
کرتی مختلف سڑکوں کے سنگریزے اکٹھا کرتیں اور ساتھ ہی جڑی بوٹیوں کے متعلق تحقیقات
بھی جاری رکھتیں۔۔۔ سردار داراب کی پوتی شاہدہ کے پاس جڑی بوٹیوں سے متعلق ایک
موٹی سی کتاب تھی جسے وہ اپنے شکار کے تھیلے میں ڈالے رکھتی۔ اس کی سہیلی بلقیس کو جڑی

اوہم۔۔۔ ہاں۔۔۔ کہاں ہیں۔۔۔ کیوں۔۔۔ تم بچھو۔۔۔ وہ عمران کی طرف دیکھ کر
بڑبڑایا۔
میں بچھو نہیں ہوں۔ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔ میں۔۔۔ میں ہوں۔۔۔ یعنی کہ
علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔۔۔ ڈی ایس سی۔۔۔ اور ہپ۔۔۔ پی ایچ ڈی۔۔۔
میں پوچھتا ہوں۔ تمہارے پاس بچھو ہیں۔ بوڑھے نے بھنا کر کہا۔
کیا آپ سردار داراب ہیں؟ عمران نے پوچھا۔
اوہ۔۔۔ جہنم میں گیا سردار داراب۔۔۔ اب تم میرے سوال کا جواب کیوں نہیں دیتے
۔
جی ہاں میرے پاس بچھو ہیں۔
تب میں تمہیں پھانسی پر چڑھوا دوں گا۔۔۔ سمجھے۔
جی ہاں۔۔۔ بالکل سمجھ گیا۔۔۔ عمران نے بڑے آسودہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔
کہاں ہیں بچھو؟
میری جیب میں۔۔۔ لیکن شاید آپ سردار داراب ہیں۔
سردار داراب کی ایسی کی تیس۔۔۔ میں تم سے کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔ نکالو وہ بچھو۔۔۔
عمران نے بچھو کا ڈبہ نکال کر اسکی طرف بڑھا دیا۔
اوہو۔۔۔ بوڑھے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

پڑی۔۔۔ ہنستی ہی رہی حتیٰ کہ شاہدہ نے اس کے گال نوچنے شروع کر دیئے۔
 ارر۔۔۔ او۔۔۔ ہا۔۔۔ بلقیس اسے دھکیلتی ہوئی بولی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارا منگیتر ہو۔
 کیا بکواس ہے۔۔۔؟

مجھے یقین ہے تمہارے بابا کی حرکتیں عجیب ہوتی ہیں۔۔۔
 شٹ اپ۔

کیا وہ جھکی نہیں ہیں۔ کیا انہیں لوگوں کو متحیر کر دینے کا خبط نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کچھ انہی
 کی ایماء پر ہوا ہو۔۔۔ ورنہ کوئی آدمی اتنا ڈھیٹ نہیں ہو سکتا جتنا وہ بدھو ہے۔۔۔

اسے کسی سرسلطان نے بھیجا ہے شاہدہ بڑبڑائی۔

سردار داراب کی پوتی کے لیے سرداروں اور نوابوں کے رشتے ہی آئیں گے۔

تم نہیں سمجھتیں۔۔۔ فضول بکواس مت کرو۔ شاہدہ پھر جھنجھلا گئی۔

میں کیا نہیں سمجھتی۔ سب سمجھتی ہوں۔

کیا سمجھتی ہو۔۔۔؟

وہی جو بتا چکی ہوں۔

تم احمق ہو۔

احمق ہونے سے میری کہی بات میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔

ختم کرو اب یہ تکرار۔۔۔ ورنہ میں تمہیں مار بیٹھوں گی۔

بوٹیوں سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن شاہدہ کی خاطر وہ بھی کٹیلی جھاڑیوں سے اپنی انگلیاں
 زخمی کر لیتی۔

آج بھی وہ حسب معمول دن بھر ادھر ادھر بھٹکنے کے بعد گھر واپس ہو رہی تھیں کہ راہ میں
 عمران آ کر ٹکرا گیا۔۔۔ اور شاہدہ اسے قیدیوں کی طرح یاہاں تک لے آئی۔

لیکن توقع کے خلاف جب اسے سردار داراب کا رویہ دوستانہ نظر آیا تو بڑی مایوسی ہوئی
 ۔۔۔ اپنی انست میں اس نے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا تھا۔

اور اب اس وقت بلقیس اس سے اس کے متعلق پوچھ رہی تھی۔

میں کیا بتاؤں۔۔۔ شاہدہ کہہ رہی تھی۔ میں تو یہ سمجھی کہ بابا بچھوؤں کا ڈبہ دیکھتے ہی اسے
 گولی مار دیں گے۔۔۔

آ کر بات کیا تھی۔۔۔ میں یہاں بچھوؤں کا تکرار بہت سن چکی ہوں تم سے کئی بار پوچھنا
 چاہا لیکن پھر بھول گئی۔

بابا کا خیال ہے کہ ہم اس کا تکرار کسی سے نہ کرنا چاہیے۔

بابا کا خیال بابا کے ساتھ۔۔۔ نہ تم بابا ہو اور نہ میں بابا ہوں۔ بلقیس ہنس کر بولی۔

مجھے اختلاف ہوتا ہے اس تکرار سے۔۔۔ میں اس بدھو کے متعلق کچھ باتیں کرنا

چاہتی ہوں۔ جو اس وقت بڑے مزے میں باب کے ساتھ شطرنج کھیل رہا ہے۔۔۔

شطرنج کھیل رہا ہے۔ بلقیس نے حیرت کا اظہار کیا۔ پھر یک بیک زور سے ہنس

کو شطرنج کھیلتا دیکھ رہی تھی۔۔۔ دفعتا سردار داراب چیخا۔ ہائیں۔۔۔ ہائیں۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔ پیدل ہے صاحبزادے۔

گھوڑا ہے۔۔۔ عمران نے اسکا مہرہ پیٹ کر ایک طرف ڈالتے ہوئے کہا۔
پاگل ہو گئے ہو تم۔۔۔ پیدل سے ڈھائی گھر پر مہرہ پیٹ رہے ہو۔
پیدل نہیں گھوڑا ہے۔۔۔ عمران نے پھر اسی انداز میں کہا۔
آپ چال الیئے۔

کیا تمہاری آنکھیں کمزور ہیں۔ دکھائی نہیں دیتا۔ سردار داراب جھلا گیا۔
بالکل ٹھیک ہیں آنکھیں دکھائی دیتا ہے۔

یار۔۔۔ تم آدمی ہو یا۔۔۔ سردار داراب سر اٹھا کر بولا۔ دفعتا اس کی نظر بلقیس پر پڑی
اور وہ ہاتھ ہلا کر بولا۔ یہاں آؤ۔۔۔ بلقیس۔۔۔ شاہدہ۔۔۔ یہ لڑکا پاگل ہو گیا ہے۔
دیکھا تم نے۔۔۔ خدا غارت کرے۔ شاہدہ بڑبڑائی۔ پھر انہیں کمرے میں جان ہی پڑا

سردار داراب کچھتر سال کا ایک صحت مند بوڑھا تھا۔۔۔ مونچھیں گھنی اور پر کو چڑھی
ہوئی تھیں۔ تھوڑی پر تھوڑے سے بال۔ ایک ننھی سی نوکیلت فرنیچر کٹ داڑھی بناتے تھے۔
البتہ اس کی آنکھیں کمزور تھیں۔۔۔ عینک کے دیریشیشے یہی ظاہر کرتے تھے۔
اس نے ہاتھ ہلا کر بلقیس سے کہا۔ زرا دیکھنا۔۔۔ یہ صاحب زادے اسے گھوڑا فرماتے

جب تک تم بچھوؤں والی بات نہیں بتاؤ گی۔ گلو خلاصی نہیں ہوگی۔ سمجھیں۔۔۔
چلو اندر۔۔۔ سردی بڑھ رہی ہے۔

نہیں جاؤں گی اندر۔ بلقیس اسے اپنی طرف کھینچتی ہوئی بولی۔ مجھے بتاؤ بچھوؤں کے
بارے میں۔

ارے خدا کے لیئے۔۔۔ تم چلو اندر۔۔۔ بتاؤں گی لیکن تم اسکا تذکرہ کسی سے نہ روگی
۔ مجھے تو اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی۔۔۔ بابا نجانبانی کیوں اسے چھپا رہے ہیں۔
انہوں نے کسی سے کچھ نہیں بتایا۔ میں چونکہ اس وقت وہاں موجود تھی۔ اس لیئے مجھے علم ہو گیا۔
ورنہ مجھے بھی خبر نہ ہوتی۔

کس بات کی کبر نہ ہوتی۔

بس اندر چلو۔۔۔ یہاں نہیں۔

وہ دونوں پائیں باغ سے عمارت میں چلی آئیں۔۔۔ طویل راہداری سے گزرتے

وقت

بلقیس ایک جگہ رک گئی۔

چلو یہاں سے۔۔۔ کھسکو بھی۔ شاہدہ اسے دھیسکتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ اگر بابا کی نظر
پڑ گئی تو گھنٹوں بور کریں گے۔

لیکن بلقیس وہاں سے ناہٹی۔۔۔ وہ سامنے والے کمرے میں سردار داراب کو اور عمران

بیٹھو بیٹھو۔۔۔ سردار داراب چونک کر بولا۔
مگر۔۔۔ خیر۔۔۔ آپ شہ بچئے۔۔۔ جناب۔۔۔ عمران دہاڑا۔۔۔
کہاں سے شہ پڑ رہی ہے۔ سردار داراب اب غصیلی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔
یہاں سے۔ عمران نے ایک مہرے کی طرف اشارہ کیا۔
کیا میں اب اپنا سر پیٹ ڈالوں۔ سردار داراب اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔۔۔
پیٹ ڈالیں عمران اس طرح سر ہلا کر بولا۔ جیسے جو شانہ پینے کا مشورہ دے رہا ہو۔
کس طرح شہ پڑتی ہو۔ مجھے بتاؤ نا؟
اس فیل کی شہ۔ عمران نے لا پرواہی سے کہا۔
یہ فیل ہے؟ سردار داراب سوالیہ انداز میں دہاڑا۔

ہیں۔ بلقیس بساط پر جھک گئی۔ پھر سیدھی کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ آپ کا خیال درست ہے۔
دیکھا۔۔ سردار داراب عمران کی طرف دیکھنے لگا۔
دیکھ لیا۔ اس نے جواب دیا پھر اچانک ان دونوں کی طرف مڑ کر بولا۔ کیا بات ہے
؟ میں دو آدمیوں کے کھیل میں کسی دوسرے کی دخل اندازی نہیں پسند کرتا۔
عقل کے ناخن لو بوڑھا بگڑ گیا۔ تم عجیب آدمی ہو۔۔ میں کہہ رہا ہوں کی پیدل کو ہٹا
کر میرا مہرہ یہاں رکھ دو۔
آپ خوشخوہ اپنی بات منوانا چاہتے ہیں۔ عمران نے بھی جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔ آپ
کو خوشخوہ میرے گھوڑے کو پیدل بنانے سے کیا مل جائے گا۔
یہ گھوڑا نہیں پیدل ہے بلقیس بولی۔
میں آپ سے نہیں پوچھا رہا۔ میں نے آج تک کوئی ایسی عورت نہیں دیکھی جو شطرنج
ہکلیتی ہو حقہ پیتی ہو۔ اس لیے آپ کی بات کی کیا سند ہو سکتی ہے۔
آپ کریک ہیں۔ بلقیس نے کہا۔
ہنیر یو آر۔۔ سردار داراب میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ کریک بالکل مناسب لفظ۔۔
کیا مناسب ہے عمران نے برا سامنہ بنا کر کہا۔
یار کیوں بازی چوپٹ کر رہے ہو۔ سردار داراب اکتا کر بولا۔
ٹھہریئے۔۔ عمران کوٹ کی جبی میں ہاتھ ڈال کر کچھ ٹٹولنے لگا۔ پھر دو سے ہی لمحے میں

اس دوران بلقیس بیتھا شہ ہستی رہی۔

اچانک عمران اس پر بگڑا۔ آپ کیوں ہنس رہی ہیں۔ میں کیا الو ہوں؟

چلو یار۔۔۔ سردار داراب نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ چال چلو اس بازی سے میرا لاکتا گیا ہے

-

عمران برا سامنہ بناتے ہوئے بساط کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔ اور بلقیس وہاں سے اٹھ کر دوڑتی ہوئی شاہدہ کے کمرے میں آئی۔ وہ بستر میں جا چکی تھی۔۔۔ بلقیس کو اس طرح کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر اٹھ بیٹھی مگر بلقیس ہنس رہی تھی۔

کیا بیہودگی ہے۔۔۔؟

اوہ۔۔۔ بلقیس اس کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر بولی۔ ارے تمہارا منگیتر بڑا

ڈھیٹ آدمی ہے۔ مجھے لگتا ہے وہ تمہارے بابا کا بھی دماغ کھا جائے گا۔

خاموش رہو اور بیٹھ جاؤ۔ شاہدہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

بچھو۔۔۔ بلقیس انگلی اٹھا کر بولی۔

میں کہتی ہوں وہ کسی کی شرارت ہی تھی بابا خواجواہ اسے اہمیت دے رہے ہیں۔

اب تم پوری بات ڈھنگ سے بتاتی ہو یا میں تمہارا گلا گھونٹ دوں بلقیس نے چڑ کر کہا

-

بس زرا سی بات۔ شاہدہ نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ تم جانتی ہو کہ بابا بہت کثرت

اپنی طرف سے توفیل ہی کہلاتا ہے۔۔۔ اگر آپ کی طرف اسے شتر کہتے ہوں تو چلیے یونہی سہی۔

دفعتا بلقیس نے عمران کی جیب میں ہاتھ ڈال دیا اور اس میں سے محدب شیشہ نکال کر۔ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولی۔ نظر ثانی کیجئے۔

شکریہ۔۔۔ عمران نے کھر درے لہجے میں کہا اور محدب شیشے میں مہرے کا جائزہ لینے لگا۔ کچھ دیر بعد بولا۔ آی ایم سوری۔۔۔ مسٹر۔۔۔ یہ واقعی۔۔۔ ٹو۔۔۔ ارر۔۔۔ گھوڑا ہے

-

بس کرو اب کھیل چکے تم۔۔۔ سردار داراب ناخوشگوار لہجے میں بولا۔

یہ سچ ہے کہ آج تک شطرنج میں کوئی میرے آگے نہیں ٹک سکا،

ایسے بچے کھیل میں کون ٹھہر سکے گا۔

کیا فرمایا آپ نے۔۔۔ میں بے تکا کھیلتا ہوں عمران بگڑ گیا۔

نہیں بڑے تک سے کھیلتے ہو۔ کبھی پیدل گھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی گھوڑا فیل۔

ارے جناب اچھے اچھوں سے غلطی ہو جاتی ہے۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ میرے

اپنے مہرے دوسرے قسم کے ہیں۔۔۔ یعنی فیل پراونٹ کی شکل بنی ہے۔ گھوڑے پر ٹو۔ رخ پر

مدھو بالا کی۔۔۔ وزیر پر بجو کی۔۔۔ باداشہ پر الو کی اور پیدل پر شاہ فاروق کی۔۔۔ اب۔۔۔ تو کہنے

کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے مہرے دوسری قسم کے ہیں مجھے دھوکا ہو سکتا ہے۔

سکے ہوں گے۔ اور پھر ایک دو بھی نہیں پورے پانچ۔۔۔ مگر بابا نے کسی سے اسکا تذکرہ کرنے کی ممانعت کیوں کر دی۔

خدا جانے۔۔۔

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ سگار کے ڈبے میں بچھور کھنے والا چاہتا کیا تھا۔ اگر کہا جائے کہ بابا کے کسی عزیز نے یہ حرت کی ہوگی تو یہ سوچنا پڑے کہ اسے کس قسم کا نتیجہ برآمد ہونے کی توقع تھی۔۔۔ اگر کوئی بابا کی دولت کے لیے۔۔۔ نہیں یہ خیال بھی فضول ہے۔۔۔ اس صورت میں بچھو کے بجائے سانپ رکھا جاتا۔۔۔ پھر۔

پھر میں کیا بتاؤں۔۔۔ اور اب یہ آدمی۔۔۔ اس کے پاس بھی سگار ہی کے ڈبے میں پانچ بچھو موجود ہیں اور یہ بابا کا پتہ دریافت کرتے ہوئے یہاں تک پہنچا ہے۔۔۔۔۔
ٹھہرو۔۔۔ بلقیس ہاتھ اٹھا کر بولی۔ دو باتیں میری سمجھ میں آ رہی ہیں۔ یا تو بچھو بابا نے رکھے تھے۔۔۔ یا تم نے۔

کیا بکتی ہو۔ ہم لوگ کیوں رکھنے لگی۔ شاہدہ نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر مجھے بچھو کا مقصد سمجھا دو۔ مطلب یہ کہ بچھوؤں کو جس نے بھی ڈبے میں رکھا ہوگا۔ کچھ سوچ سمجھ کر ہی رکھا ہوگا۔

ارے تو تم نے بحث کیوں چھیڑ دی اس لیے میں بتانا نہیں چاہ رہی تھی۔

تو گویا تمہی افسوس بھی نہ ہوتا اگر بابا کے ہاتھ میں بچھوؤں کے دنگ لگ جاتے۔

سے سگار پیرے ہین خصوصاً مطالعے کے وقت تو سگار قریب قریب ان کے ہونٹوں ہی میں دبا رہتا ہے۔ ایک ختم ہوا نہوں نے دوسرا سگا لیا۔ سگار کا ڈبہ میز پر ہوتا ہے۔ اور کتاب پر نظریں جمائے ہوئی اسے ٹٹول کر کھولتے ہیں اور سگار نکلا کر انگلیوں میں دبا لیتے ہیں۔ آج سیا یک ہفتہ پہلے کی بات ہے وہ لائبریری میں کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے میں بھی وہیں موجود تھی۔

۔ وہ شاید سگار کا ڈبہ اپنے کمرے ہی میں بھول آئے تھے۔ جیسے ہی ان کے ہونٹوں میں دبا ہوا سگار ختم ہوا نہوں نے مجھ سے کہا کیا کہ میں سگار کا ڈبہ ان کے کمرے سے اٹھلاؤں۔
شاہدہ خاموش ہو کر سوچنے لگی۔ ویسے اس کی آنکھیں بھی خامر آلود ہو چلی تھیں بار بار جھکتی پلکوں پر نیند کا دباؤ صاف نظر آ رہا تھا۔
پھر کیا ہوا۔۔۔ بلقیس نے اسے ٹوکا۔

ہاں۔۔۔ میں سگار کا ڈبہ لے کر لائبریری میں واپس آئی پھر بابا نے مجھ سے ایک سگار نکالنے کو کہا۔۔۔ مگر جیسے ہی میں نے ڈبہ کھولا میری چیخ کسی طرح نہ رک سکی۔۔۔ ڈبے میں پانچ بڑے بچھو تھے۔ بابا میری چیخ سن کر اچھل پڑے اور پھر انہوں نے نے بچھوؤں کو دیکھا۔ ان کے چہرے پر صرف حیرت کے آثار تھے وہ کچھ دیر تک خاموش ہرے پھر انہوں نے کہا میں اس واقعے کا تذکرہ کسی سے نہ کروں

بڑی عجیب بات ہے۔ بلقیس کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔ آ کر وہ ڈبے میں بچھو کیسے پہنچ

سامنہ بنا کر کہا۔

سنی سنائی باتوں پر یقین کرنا طبعی حماقت ہے۔۔۔ عمران لہجے کی سنجیدگی برقرار رکھتا ہوا بولا۔ بچپن میں میں نے سینکڑوں ایسی باتیں سنی تھیں، جواب تک غلط ثابت ہو رہی ہیں۔

سردار داراب اسے چند لمحے گھورتا رہا پھر بولا۔ کیا سر سلطان نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ می کون ہوں؟

میں نے پوچھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی کیونکہ میں جانتا ہوں وہ سو فیصد خالص سر سلطان ہیں۔

میرے متعلق۔۔۔ می کون ہوں۔۔۔ سردار داراب جھلاہٹ سے اپنے سینے پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔

اوہ۔۔۔ آپ سردار داراب ہیں ہیں۔ مجھے یقین ہے۔۔۔ اور پھر ایسی صورت میں کیسے یقین نہ ہو جبکہ میں آپ کے ساتھ شطرنج بھی کھیل چکا ہوں۔

کیا مطلب۔۔۔؟

سر سلطان نے کہا تھا کہ سردار داراب کو شطرنج کھیلنا نہیں آتا۔

سر سلطان نے کہا تھا؟

جی ہاں۔۔۔

سر سلطان کی ایسی کی تیسی۔۔۔ سردار داراب اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

افسوس کیوں نہ ہوتا۔۔۔

پھر تم اس قصے کو پھیلنے سے کیوں روکتی ہو۔۔۔ کیا بابا نے اس کی اطلاع پولیس کو دی تھی؟

خدا جانے۔ مجھے علم نہیں۔

بلقیس تھوڑی دیر کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ کچھ بھی ہو۔۔۔ یہ آدمی ہے دلچسپ۔۔۔ پتہ نہیں حقیقتاً حلق ہے یا دوسروں کو الو بنانے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

کتم کرو۔۔۔ شاہدہ ہاتھ اٹھا کر جمائی لیتی ہوئی بولی۔

مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔

خدا کرے یہ تمہارا منگیتر ہی نکلے۔۔۔ بابا سے مجھ بعید نہیں۔

شٹ اپ۔ شاہدہ نے کہا اور لیٹ کر چادر تان لی۔

(3)

سردار داراب شطرنج کے مہرے سمیٹ کر میز کی درازی رکھ رہا تھا۔ ساتھ ہی بڑبڑاتا جا رہا تھا۔ شطرنج کھیلنے کے لیے مغز چاہیے ہر کس و ناکس کے بس کا روگ نہیں۔ تم کب سے شطرنج کھیل رہے ہو؟

ڈھائی سال کی عمر سے۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

نہیں میں نے تو سنا ہے کہ تم بساط بغل میں دبائے پیدا ہوئے تھے۔ سردار داراب نے برا

تم ریسرچ کر رہو ہو۔ وہ اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولا۔
جی ہاں۔۔۔

تو یہ ریسرچ اسکالروں کا خیرات خانہ نہیں ہے۔۔۔

لاحول ولا قوۃ کیا میں سرسلطان کو جھوٹا بھی سمجھ لوں۔ عمران برا سامنہ بنا کر بولا۔ انہوں نے کہا تھا کہ مجھے اس خیرات خانے کی مینجری بھی کرنی پڑے گی۔
ناجانے کیوں سردار داراب کی آنکھیں ہیل گئیں۔ غالباً اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس آدمی سے کیا برتاؤ کرے۔

سردار داراب ان آدمیوں می سے تھا جو ناک پر مکھی بھی نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔ ان اطراف می اس کی کئی فیکٹریاں تھیں اور وہ حقیقتاً بڑا آدمی تھا۔ لوگ اس سے گفتگو کرتے وقت ہکلاتے تھے۔۔۔ وہ کریک بھی تھا۔ عام آدمی اس سے ڈرتے تھے معلوم نہیں وہ کب کیا کر بیٹھے۔۔۔

دفعتاً وہ کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔ تم ابھی اور اسی وقت داراب کیسل کی حدود سے نکل جاؤ۔

--

آی ایم۔۔۔ سوری۔۔۔ جنٹلمین۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ یہ بہت مشکل ہے۔
۔۔۔ وزارت خارجہ کے سیرٹری کا حکم تھا کہ مجھے ہر حال میں داراب کیسل کی حدود میں ہی رہنا ہوگا۔

آپ تشریف رکھیے نا۔ عمران بڑی معصومیت سے سر ہلا کر بولا۔
میرا مطلب یہ تھا کہ سرسلطان نے درست نہیں کہا تھا۔۔۔ آپ کا کھیل تو بڑا شاندار ہوتا ہے۔

سردار داراب ایک جھٹکے یک ساتھ بیٹھ گیا۔
تھوڑی دیر تک عمران کو گھورتا رہا پھر بولا۔ میرا خیال ہے کہ سرسلطان اب سٹھیا گیا ہے۔
خدا جانے۔۔۔ عمران نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ کہتے تو ہیں اکثر میں عنقریب تیسیر شادی کرنے والا ہوں۔۔۔

سردار داراب اب اسے گھورنے لھا۔
کیا آپ اور کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟ عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔
ہاں سرسلطان نے تمہیں یہاں کیوں بھیجا ہے؟
میرے خدا۔۔۔ عمران نے حیرت کا اظہار کیا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں؟
میرے سوال کا جواب دو۔

انہوں نے کہا تھا کہ مجھے آپ کے پرائیویٹ سیرٹری کے فرائض سرانجام دینے پڑیں گے۔ ساتھ ہی مزید پچھوؤں کی پیدائش پر غور کرنا۔۔۔ میں آج کل پچھوؤں پر سرچ کر رہا ہوں، پانچ پچھو جو بطور نمونہ مجھے سرسلطان سے ملے تھے۔ شاید آپ ہی نے بھجوائے تھے۔۔۔
آپ کا بہت بہت شکریہ۔۔۔

کیا مطلب؟

مطلب یہ کہ مقصد صرف یہی ہو کہ آپ معاہدے پر دستخط نہ کر سکیں۔

سردار داراب ایک طویل سانس لے کر بیٹھ گیا۔ ٹھیک اسی وقت ایک دبلا پتلا اور دراز قد آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

ہاں۔۔۔ کیا بات ہے؟ سردار داراب اسے گھورتا ہوا بولا۔

شمال مشرق کی طرف روشنی کا ایک ہلکا سا دھبہ نظر آ رہا ہے جناب۔

اچھا۔۔۔ سردار داراب کا لہجہ کسی اپنے ننھے بچے سے مشابہ تھا جیسے کوئی حیرت انگیز اطلاع ملی ہو۔

اور جناب۔۔۔ دھبے سے ہلکے نیلے رنگ کی شعائیں سی پھوٹی نظر آ رہی ہیں۔

مگر۔۔۔ تم چاندنی رات میں مجھے ایسی کوئی اطلاع دے رہے ہو سردار داراب کچھ سوچتا ہوا بولا۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ اس دوران میں تمہاری بینائی کمزور نہیں ہوئی؟

میری بینائی سو فیصدی محفوظ ہے جناب

پھر بھی چاندنی رات میں۔۔۔؟

آپ خود ہی تکلف فرما کر دیکھ لیں۔

ہاں۔۔۔ اچھا۔۔۔ چلو۔۔۔ سردار داراب اٹھتا ہوا بولا: اسی کے ساتھ عمران بھی اٹھا۔

تم یہیں میرا انتظار کرو۔ سردار داراب نے اس سے کہا۔

کیا تم چاہتے ہو کہ۔۔۔ میں تشدد پر اتر آؤں۔

اللہ۔۔۔ عمران چھت کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ بڑا مسبب السباب ہے۔ اگر سگار کے ڈبے سے بچھو برآمد ہو سکتے ہیں۔۔۔ تو میرے سگریٹ کیس سے ہوائی جہاز۔۔۔

شٹ اپ۔ سردار داراب میز سے رول اٹھا کر دھاڑا۔ نکلو۔۔۔

پندرہ تاریخ کل گزر گئی تھی۔۔۔ تمہارے داہنے ہاتھ میں ورم نہیں آ سکا۔۔۔ اب آ

ٹائیس تاریخ سے پہلے تمہاری کھوپڑی میں سوراخ بھی ہو سکتا ہے سردار داراب۔

سردار داراب کا اٹھا ہوا ہاتھ اس طرح نیچے گر گیا جیسے الیکٹرک شاک لگا ہو۔

عمران خاموش ہو کر اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا۔ لیکن سردار کا چہرہ کسی بیجان پتھر کی سل کی طرح سپاٹ نظر آ رہا تھا۔ ہر قسم کے تاثرات سے عاری۔ البتہ اس کی آنکھوں میں ایک معنی خیزی چمک پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ ہلائے مگر پھر چپ ہی رہا۔

اور سردار داراب صاحب۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ کا مقصد صرف یہی تھا کہ پندرہ تاریخ کو آپ دستخط کر نیکیے قابل نہ رہیں۔ لیکن اتفاق سے وہ تاریخ بعض دشواریوں کی بناء پر ٹل گئی تھی۔ اب اٹھائیس تاریخ کے لیے اگر بچھوؤں کا انتظام نہ ہو سکا تو۔۔۔ ریوالور اور کارٹر دبانے میں کتنی محنت صرف ہوگی۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اس نامعلوم آدمی یا آدمیوں کو آپ کی موت یا زندگی سے کوئی خاص دلچسپی نہ ہو۔

نظر میں آگاہ کر دیا تھا بظاہر اس کے چہرے پر مسکینیت کے آثار موجود تھے اور وہ ایک بر خودار قسم کا آدمی معلوم ہوتا تھا مگر اس کی آنکھیں جو پل بھر کے لیے عمران کو اصل روپ میں نظر آئی تھیں کچھ اور کہہ رہی تھیں ان کی حالت اس وقت بدلی تھی جب سردار داراب نے چاندنی رات میں آسمان پر کسی روشن دھبے کی موجودگی پر حیرت کا اظہار کیا تھا۔۔۔

عمران غیر ارادی طور پر آبرو بیڑی کی طرف چل پڑا۔ لیکن اس کی رفتار تیز تھی۔۔۔ وہ روش کے بجائے گھاس کے قطعوں پر بے آواز چل رہا تھا۔ جلد ہی پھر اسے ان دونوں کے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔۔۔

پھر یک بیک ایسا معلوم ہوا جیسے وہ رک گئے ہوں عمران پھولدار جھاڑیوں کی اوٹ میں تھا وہ بھی اپنے اندازے کے مطابق اسی جگہ رکا تھا جہاں ان دونوں کے قدموں کی آوازیں ختم ہوئی تھیں۔

یہ کیسی آواز تھی؟ اس نے سردار داراب کو کہتے سنا۔

پتہ نہیں جناب دوسرے آدمی نے کہا۔ میرے خیال سے کچھ ہوگا۔ سنائے میں معمولی آوازیں بھی کافی پھیلاؤ پیدا کرتی ہیں۔ اب مثلاً جھینگر کی آواز لیجئے ایک ننھا سا کیڑا۔۔۔ مگر اس کی آواز سنائے میں میلوں تک پھیلتی معلوم ہوتی ہے۔

میں نے تم سے یہ کب کہا تھا کہ اتنی سی بات پر اتنی لمبی چوڑی مثال دے ڈالو۔ داراب چلایا۔

آپ کہاں تشریف لے جائیں گے عمران نے پوچھا۔

اپنی آبرو بیڑی میں۔ مجھے ستاروں سے دلچسپی ہے۔

آہا۔۔۔ ستارے۔۔۔ مجھے بھی ان سے عشق ہے۔۔۔ ستارے۔۔۔ عمران ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

مگر تم یہیں بیٹھو گے سردار داراب اسے دوبارہ مننبہ کرتا ہوا کمرے سے چلا گیا۔

عمران نے داراب کیسٹل کی حدود میں داخل ہوتے ہی وہ اونچا مینار دیکھا تھا جسے شاید آبرو بیڑی کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا ویسے اس کی ساخت ہرگز ایسی نہیں تھی جس سے اسکی آبرو بیڑی کا گمان بھی ہو سکتا۔

عمران چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اٹھ کر طویل راہداری طے کرتا ہوا بیرونی برآمدے میں آیا۔

پائیں باغ پر چاندنی کھیت کر رہی تھی۔۔۔ سردار داراب اور اس کے لمبے ساتھی کے پیروں کے نیچے بروش کی بجریاں کڑکڑا رہی تھیں۔۔۔ آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے ابھی زیادہ فاصلہ طے نہیں کیا۔

برآمدے میں روشنی نہیں تھی۔۔۔ عمران کھڑپلکیں جھپکاتا رہا۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ پوری بات کا جائزہ لیے بغیر کام شروع کرنا درست نہ ہوگا لیکن رات کو یہ کام قریب قریب ممکن تھا۔ پھر ویسے لمبا آدمی اسے قابل اعتماد معلوم نہیں ہوا تھا۔ اس کی چھٹی حس نے اسے پہلی ہی

کہ سردار دراب اب بھی وہیں موجود ہے۔ لیکن پھر اسے اپنا یہ خیال احقمانہ معلوم ہونے لگا۔
ہوسکتا ہے اس بار دراب بھی گھس کے قطعوں سے گذرتا ہوا عمارت کی طرف چلا گیا ہو جیسے کہ
خود عمران یہاں تک آیا تھا۔ اس نے جھاڑیوں میں ہاتھ ڈال کر انہیں آہستہ سے
ہٹایا۔۔۔ اور اس کے خیال کی تائید ہو گئی۔ سردار واراب حقیقتاً وہیں موجود تھا۔

دفعۃً اس نے چیخ کر کہا۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔
پہلے تو عمران سٹپٹا گیا۔ لیکن غور سے دیکھا تو سردار دراب کا رخ جھاڑیوں کی طرف نہیں
تھا۔

اب پھر پہلے ہی کا سانسنا طاری ہو گیا تھا۔ سردار واراب اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ کئی منٹ
گذر گئے۔ لیکن سچویشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

آخر عمران نے آہستہ سے کہا۔ سردار واراب۔۔۔۔۔ آپ عقلمندی سے کام نہیں لے
رہے۔

کک۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ سردار واراب اچھل کر مڑا۔
کب تک یہاں کھڑے رہے گا۔۔۔
کون ہے۔۔۔

علی عمران۔۔۔۔۔ ایما۔۔۔۔۔ پچھڑا کسن۔
سردار واراب جھپٹ کر جھاڑیوں میں گھس پڑا۔

میں معافی چاہتا ہوں جناب دوسری آواز آئی۔

میں آگے نہیں جاؤں گا۔

آپ کی مرضی جناب۔۔۔

چاندنی کتنی شفاف ہے۔۔۔ داراب بڑبڑایا۔ یقیناً تمہاری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں
یا پھر دور بین ہمیں کوئی خرابی آگئی ہے

ہوسکتا ہے جناب دوسرے آدمی کا آواز آئی۔

پھر تم نے مجھے کیوں تکلیف دی؟ داراب جھنجھلا گیا۔

میں نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا جناب خود دیکھنے کے بعد یا آپ اسے تسلیم کرتے یا تردید
کر دیتے۔

ہام۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ جاؤ

عمران نے صرف ایک آدمی کے قدموں کی آوازیں سنیں۔ لیکن سمت بتا رہی تھی کہ وہ
داراب کے قدموں کی آوازیں نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ ان کا رخ آبرویزی کی طرف تھا۔
عمران سوچ رہا تھا آخر داراب وہیں کیوں رک گیا ہے۔۔۔۔۔ ایک منٹ گذر
گیا۔۔۔ دوسرے آدمی کے قدموں کی آوازیں بہت دور سے آرہی تھیں۔ لیکن سردار
دراب ابھی تک وہیں جما کھڑا تھا۔۔۔۔۔ جھاڑیاں گھنی تھیں اور عمران دوسری طرف نہیں دیکھ
سکتا تھا۔۔۔۔۔ چونکہ اس نے دوسرے کے قدموں کی آواز سنی تھی اسی بناء پر یہ خیال تھا

Released on 2008

Page 21

مریض ہی نظر آیا کیونکہ پلاسٹک سرجری ہر وقت اس کے سر پر سوار رہتی تھی۔
سردار کے منبجروں میں تین غیر ملکی بھی تھے۔ ایک جرمن، ایک ڈچ اور ایک جاپانی۔ ان میں

Released on 2008

Page 22

اوہ۔۔۔۔۔ وہ میز پر گھونسہ مار کر چیخا۔۔۔ میں ابھی کچن میں آگ لگا دوں گا۔۔

ذرا ٹھہریئے۔۔ ابھی نہیں لُنج کے بعد۔۔۔ عمران پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔۔۔

سردار داراب نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی ایک ملازم اندر آیا۔

جواد سے کہہ دو۔ ان کا کھانا میری میز پر لگایا کرے۔۔ جاؤ

ملازم کے جاتے ہی عمران دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر کراہنے لگا۔

کیا بات ہے۔۔۔

بات کیا ہے۔ اب زندگی کی رہی سہی امید بھی ختم ہوگئی۔ یہ اتنا بڑا ظلم ہے سردار

صاحب۔۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔۔۔۔ مجھ سے صاف صاف گفتگو کیا کرو۔

صاف صاف میرا کھانا بھی آپ کی میز پر لگے گا۔۔۔ یعنی۔۔۔

یعنی میں کھاؤں گا تمہارا کھانا۔۔۔ سردار خلاف توقع مسکرایا۔

میں تمہارے دونوں کان کھینچ کر تھپڑ لگاؤں گا صاحبزادے۔۔۔۔۔ اور تمہارا حلیہ بگڑ

جائے گا۔

میں ڈاکٹر نجیب سے مدد حاصل کر کے پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو جاؤں گا۔

ڈاکٹر نجیب۔۔ بوڑھا سنجیدہ ہو گیا۔۔ کیا تم اس سے مل چکے ہو۔

جی ہاں۔۔۔ اور میں عنقریب ان سے اپنے کان چھوٹے کراؤں گا۔

بوک تھا۔ ان تحقیقات کے دوران میں عمران نے یہ بات بھی محسوس کی کہ پچھوؤں والے واقعہ کا علم کسی کو بھی نہیں تھا۔

دوپہر کو پھر سردار داراب نے اسے طلب کیا۔۔۔۔۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں کچھلی رات دونوں شطرنج کھیلتے رہے تھے۔

اس نے عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھا۔ کیونکہ عمران اس وقت ٹیکنی کلر میں تھا یعنی سبز کوٹ سرخ پتلون اور زرد قمیض میں۔۔ ٹائی سفید تھی۔ ہاتھوں میں ہلکے سے سفید دستانے بھی تھے۔

تم صبح سے کیا کرتے پھر رہے ہو۔ داراب نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

میں صبح سے صبر کرتا۔۔۔ پھر رہا ہوں۔۔۔۔۔ یہاں داراب کیسل میں مجھے کوئی ہوٹل یا ریستوران بھی نہیں نظر آیا جہاں کچھ دیر بیٹھ کر صبر کرنے سے بچ سکتا۔

کیا مطلب۔۔۔۔۔

صاف صاف الفاظ میں ناشتہ۔۔۔۔۔ لیکن اب اس کی تلاش فضول ہے کیونکہ اس کا وقت نکل گیا اور اب میں لُنج کا وقت بھی نکل جانے کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ اور پھر شام کی چائے سے غسل کر کے باقاعدہ کفن میں لیٹ جاؤں گا۔۔۔۔۔ کیا خیال ہے۔

ہائیں۔ تم نے ناشتہ نہیں کیا۔

میں تو کرنے کے لئے تیار تھا مگر ہوا ہی نہیں۔۔۔

سردار داراب اس طرح منہ کھولے بیٹھا تھا جیسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ اس کے سامنے آ گیا ہو۔ عمران بولتا رہا۔ آپ غالباً یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہاں کیسل کی حدود میں کوئی آدمی آپکا دشمن نہیں ہو سکتا لیکن میں آپ سے سوال کروں گا کہ آپ پچھلی رات ہوا سے کیوں لڑ رہے تھے۔ اس لئے آدمی کے ساتھ آبزرویزی تک جانے کی بجائے راستے ہی سے کیوں ہٹ آئے تھے۔

عمران خاموش ہو گیا۔ سردار داراب اسے خاموشی سے گھورتا رہا پھر بولا۔ بک چکے ہو یا ابھی اور بکو گے۔

اس کا فیصلہ آنے والے لمحات کریں گے۔ عمران اس طرح اکڑ کر بولا جیسے ابھی تک زبان کی بجائے تلووار چلا رہا ہو۔
میرا خیال ہے کہ بعض لوگ یہاں میرے دشمن ہو سکتے ہیں۔ سردار داراب نے ایک طویل سانس لیکر کہا۔

ٹھیک۔۔۔ اب آئے ہیں آپ راہ پر۔۔۔ عمران جیب سے نوٹ بک نکالتا ہوا بولا۔

ٹھہرو۔ مگر میں کسی کا نام نہ لوں گا۔ کیونکہ محض شبہ ہے۔ ثبوت نہیں رکھتا۔
آپ ڈرپوک ہیں جناب۔۔۔ عمران نے چڑانے کے سے انداز میں کہا۔
تم بیہودہ ہو۔ سردار داراب دھاڑا۔

بکو اس بند کرو۔ تم اس سے کیوں ملے تھے۔
میں داراب کیسل کی حدود میں رہنے والے ہر آدمی سے مل رہا ہوں۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بچھو کہیں باہر سے آئے تھے۔

سردار داراب کچھ سوچنے لگا۔ عمران خاموشی سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔ آخر سردار نے سراٹھا کر کہا۔ اگر یہ سب کچھ یہیں کے آدمی کی حرکت ہے تو مجھے شرم سے اب مرجانا چاہیئے۔
کیوں۔۔۔

اس کا یہ مطلب ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ میرا رویہ یقینی طور پر دوسروں کے لئے تکلیف دہ ہے ورنہ ان میں سے کوئی میرا دشمن کیوں ہو جاتا۔

کٹاٹ آؤٹ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اب آپ شاید اخلاقیات پر بور کریں گے۔
تم گدھے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سردار داراب کو سچ مچ غصہ آ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن عمران کی زبان بھی چل پڑی۔ میں آپ ہی کی طرح انتہائی صاف گو آدمی ہوں۔ اس لئے آپ برا تو مان سکتے ہیں لیکن غصے کا اظہار نہیں کر سکتے۔ آپ کو اپنا رویہ شریفانہ ہی رکھنا چاہیئے۔۔۔ آپ یہی کہنا چاہتے تھے کہ مجھ جیسے گوتم بدھ سے دشمنی رکھنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ مجھے اور زیادہ گوتم بدھ بننا چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن میں یہاں اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ آپ کو اور زیادہ شریف بننے دیکھ کر خوشی کا اظہار کروں۔۔۔ کیا سمجھے آپ۔۔۔

کھانا نہایت خاموشی کے ساتھ ختم ہوا۔۔۔۔۔۔ عمران نے ان میں سے کسی کو بھی بولتے نہیں سنا تھا۔۔۔۔۔۔ کھانے کے بعد سردار داراب اٹھ گیا۔۔۔ اور دوسرا بوڑھا بھی

میرے کچھ اصول ہیں ان پر سختی سے کار بند ہوں۔ سردار داراب نے کچھ دیر بعد کہا۔
پھر میں کیا کروں۔۔۔۔۔ آپ ہی کچھ بتائیے۔ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا

جی ہاں۔۔۔۔ ہم دونوں۔۔۔۔ کیوں۔ بلقیس بولی۔
میرا خیال ہے کہ آپ دونوں کو سردار داراب سے ہمدردی بھی ہوگی۔۔۔
آپ اس گفتگو کا مقصد بیان کیجئے۔ شاہدہ نے کہا۔
گفتگو ختم ہو جانے کے بعد۔۔۔ فی الحال اگر آپ میں سے کوئی ایک صاحبہ میرے
سوالات کا وجاب دیتی رہیں تو میں مشکور ہوں گا۔
لیکن آپ کو مشکور ہونے کی تکلیف کیوں دی جائیے۔
کیونکہ سردار داراب کی زندگی خطرے میں ہے۔
کیا۔۔۔۔ شاہدہ بے ساختہ اچھل پڑی۔
جی ہاں عمران مغموم انداز میں سر ہلا کر بولا۔ میں غلط نہیں کہہ رہا۔
ابھی تک آپ کی کوئی بات ہی سمجھ میں نہیں آئی۔ بلقیس نے کہا۔ غلط یا صحیح تو بعد کی باتیں

جغرافیہ کے چند موٹے موٹے اصول یاد رکھئے تو یہ دشواری کبھی نہ پیش آئے۔ عمران نے ہمہ تن خوش اخلاق بننے ہوئے کہا۔ میں چونکہ خط استوا سے کافی فاصلہ پر واقع ہوا ہوں اس لئے سال بھر ٹھنڈا رہتا ہوں۔۔۔۔ اور میری اپر چیمبر چونکہ سطح سمندر سے زیادہ اونچی نہیں ہے اس لئے وہاں برف جمنے کا امکان کم رہتا ہے۔۔۔۔۔۔ باپ موجود ہے لیکن صورت سے آپ کو یتیم معلوم ہوتا ہوں گا۔ ویسے میں اتنا کام چور ہوں کہ مجھے حقیقتاً بحرا کا بل میں واقع ہونا چاہئے تھا۔ اب آپ بتائیے کہ ڈول ڈرم کسے کہتے ہیں۔۔۔۔۔ بلقیس منہ دبائے ہنسی روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ شاہدہ کے ہونٹوں پر کبھی ایک بے ساختہ قسم کی مسکراہٹ نظر آتی۔۔۔ اور کبھی پیشانی پر سلوٹیں پڑ جاتیں۔

عمران خاموش ہو کر احمقانہ انداز میں انہیں گھورتا رہا پھر بولا۔ میں ایک پرائیویٹ سر اغرساں ہوں۔

Released on 2008

Page 27

بلقیس معنی خیز انداز میں سر ہلاتی ہوئی چلی گئی۔
چند لمحے خاموشی رہی پھر شاہدہ بولی۔ کیا آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں کہ آپ
سراغرساں ہیں۔

بابا سے آپ کو کچھ نہیں معلوم ہو سکے گا کیونکہ وہ اپنے اصولوں کی سختی سے پابندی کرتے ہیں۔

میں سمجھتی ہوں۔ اس نے تشویش کن لہجے میں کہا۔ اور اسی لئے مجھے جو کچھ بھی معلوم ہے آپ کو صاف صاف بتا دینا چاہتی ہوں۔ بابا تو یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ آپ سر اغرساں ہیں اس لئے خود ہی سب کچھ معلوم کر لیں گے۔ ان کے ذہن میں دراصل جاسوسی ناولوں کے سر اغرساں ہیں جو آنکھ بند کر کے گھر بیٹھے ملزم کا پتہ نشان بتا دیتے ہیں۔۔۔۔۔ مگر خیر میں

آپ لوگوں کو پچھتا نا پڑے گا۔۔ عمران میز پر گھونسا مار کر بولا۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ ڈاکٹر واٹسن نے ایک یتیم خانہ کھول لیا ہے۔ ورنہ بتانا آپ کو۔

آپ نہیں داخل ہوئے اس یتیم خانے میں۔ بلقیس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

محض اس لئے کہ آپ جیسی لڑکیوں کو مجھ پر رحم آئے۔۔۔۔۔
 بنا کر یتیموں کا ہم بھیس غالب

گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔

واہ بھئی۔ بلقیس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ پھر اٹھتی ہوئی بولی۔ میں جا رہی ہوں لیکن واپسی پر اگر میں نے تمہارا کوئی اسکرپوڈھیلا پایا تو اپنا سراسر پیٹ لوں گی۔۔۔ یہ حضرت پچاس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دماغ چاٹتے ہیں۔

میں اس کا انتظار کر رہے ہیں۔

پھر سہی۔ عمران شاہدہ کی طرف دیکھ کر سر ہلاتا ہوا مسکرایا۔

پھر وہ لائبریری میں آیا۔۔۔۔۔ سردار داراب ٹہل رہا تھا اسے دیکھ کر رک گیا۔ چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر مکا لہراتا ہوا بولا میں تم سے انتقام لوں گا۔۔۔۔۔ تمہاری بدتمیزی کا انتقام۔۔۔ تمہیں بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا۔۔۔۔۔ بس اب جاؤ۔۔۔۔۔ میں نے یہی کہنے کے لئے بلایا تھا۔۔۔

عمران شام تک داراب کیسل کی کپاؤنڈ میں جھک مارا مارا پھرتا رہا۔۔۔۔۔ بوڑھا داراب حقیقتاً اس کے لئے معمر بن کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کس طرح راہ پر لائیے۔۔۔۔۔ شاہدہ کی گفتگو نے اسے الجھن میں ڈال دیا تھا۔ اس معاہدے سے زیادہ اہم کیا چیز تھی جس نے کسی کو داراب کا ہاتھ بیکار کر دینے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن اگر اس کا ہاتھ وقتی طور پر بیکار ہو جاتا تو اس سے اس نامعلوم آدمی کو کیا فائدہ پہنچتا۔۔۔۔۔ اگر وقتی طور پر داراب معاہدے پر دستخط نہ کر سکتا تو کیا ہاتھ اچھا ہو جانے سے یہی کام نہ ہو سکتا۔۔۔۔۔ اب سوال صرف یہ رہ جاتا تھا کہ کیا معاہدے کی تکمیل میں دیر ہو جانے پر بھی کسی کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے اس کے امکانات کا بھی جائزہ لیا۔۔۔ لیکن یہ خیال بے وزن ثابت ہوا۔۔۔۔۔ معاہدے کی تکمیل میں دیر

کمرے میں بیٹھے بیٹھے ڈاکٹر واٹسن کو پکار کر کہوں ذرا الماری سے وہ کتاب تو نکالنا جو گدھے کی کھال پر لکھی گئی تھی۔۔۔۔۔ اور اس پر گینڈے کی کھال کی جلد ہے۔۔۔۔۔ اور میں وہ کتاب منگوا کر اس میں پچھوؤں کی اقسام کے متعلق پیارے ڈاکٹر واٹسن کو تین چار پیرا گراف سنا کر بورکروں اور پھر یہ

ثابت کروں کہ یہ پچھو سو فیصدی نقلی ہیں۔ پھر واٹسن میرا عزیز اسی قسم کے اصلی پچھو کی تلاش میں نکل جائیے۔۔۔۔۔ اور دن بھر مارتا پھرے ادھر ادھر جھک اور واپس آئے شام کو اس کے ساتھ کہ وہ نقلی پچھو بھی نہیں تھے۔۔۔۔۔ یعنی سرے سے پچھو ہی نہیں تھے۔۔۔۔۔ بلکہ کیڑے کی ایک کمیاب نسل کی کیڑی کم ڈب ڈب کے چند آوارہ افراد۔۔۔۔۔ ہپ۔۔۔۔۔

شاہدہ ہنس رہی تھی۔۔۔۔۔ عمران ہاتھ نچا کر بولا۔ مگر ڈاکٹر واٹسن آجکل ایک یتیم خانہ چلا رہا ہے۔۔۔ اس لئے میں اپنی اسکیم کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتا۔

آپ بابا سے کیوں نہیں پوچھتے۔۔۔

کیا پوچھوں۔۔۔

یہی کہ کیا اس معاہدے سے بھی زیادہ اہم کوئی چیز تھی۔

آپ ہی بتا دیجئے نا۔۔۔۔۔ بابا تو۔۔۔۔۔

دفعۃً ایک نوکر نے ڈائینگ ہال میں آ کر عمران کو اطلاع دی کہ سردار داراب لائبریری

اوہو۔۔۔ کیوں نہیں۔۔۔۔ میں ڈبیٹ کی صدارت کروں گا۔ ایسی صورت میں مجھے کچھ نہ کچھ بولنا ہی پڑے گا۔

پھر شاہدہ نے عمران سے کہا۔ آج کالج میں مباحثہ ہے۔ موضوع ایسا ہے کہ بڑی شاندار تقریریں ہوں گی۔

کیا موضوع ہے۔ عمران نے پوچھا۔

عورتیں مردوں سے برتر ہیں۔۔۔۔۔ داراب اپنی پٹھی ہوئی آواز میں غرایا۔

بیشک بیشک۔۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ بلکہ سبحان اللہ۔۔۔۔ بہترین موضوع ہے۔

تم بھی چلو گے۔۔۔ داراب نے پوچھا۔

ضرور۔۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔ لیکن میں اس موضوع

کی مخالفت میں تقریر کرنے والوں یا والیوں کو ہوٹ کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔ میں اسے برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ عورتوں پر مردوں کی برتری ثابت کی جائے۔

مخالفت میں یقیناً تقریریں ہوں گی۔ مباحثہ کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے۔ شاہدہ نے کہا۔

تب میں یقیناً ہوٹ کروں گا۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

چائے ختم کرنے کے بعد وہ اٹھ گئے۔ عمران نے بہت چاہا کہ وہ مباحثہ وغیرہ کے چکر میں نہ پڑنے پائے لیکن سردار داراب نے اسے مجبور کر دیا۔

ہو جانے سے حالات میں کوئی خاص فرق نہیں پڑ سکتا تھا۔ عمران کی تفتیش کا حاصل صرف یہی تھا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ بات کچھ بھی ہو۔ سردار داراب اسے اپنی زبان سے نہیں دہرانا چاہتا۔۔۔ شاہدہ کے متعلق بھی اس کا یہی اندازہ تھا اس نے ایک بار ڈاکٹر نجیب کے سامنے بھی یہی تذکرہ چھیڑا۔۔۔ لیکن اس نے لاعلمی ظاہر کی۔۔۔۔۔ اسے تو معاہدے کے متعلق بھی علم نہیں تھا۔ وہ تو چوبیسوں گھنٹے پلاسٹک سرجری میں غرق رہتا تھا۔ عمران بہت جلدی اس کی باتوں سے اکتا گیا۔ کیونکہ اس نے اس فن کے مستقبل پر روشنی ڈالنی شروع کر دی تھی۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ گرلز کالج کی کئی بد صورت لڑکیوں کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ خوبصورت بنانے کی پیشکش کر چکا ہے۔ لیکن اس کے اپنے خیال کے مطابق مشرقی لڑکیاں بڑی نجس واقع ہوئی تھیں کیونکہ انہوں نے اس کی پیشکش کو ٹھکرا دیا تھا انہیں اپنی بد صورتی کا غم ہی نہیں تھا۔۔۔ ڈاکٹر نجیب نے اس پر بڑی حیرت ظاہر کی۔

بہر حال عمران نے اس سے جلدی ہی پیچھا چھڑانے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔ وہ تھکا ہارا عمارت میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ برآمدے میں کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہئے ایک نوکر نے اطلاع دی کہ سردار داراب بہت دیر سے اس کا منتظر ہے۔

وہ ڈائینگ ہال میں شام کی چائے پی رہا تھا۔

عمران چپ چاپ جا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ بلقیس نے چائے بنا کر پیالی اس کی طرف بڑھائی۔۔۔۔۔ اور شاہدہ نے داراب سے کہا۔ آپ بولیں گے ڈبیٹ میں۔۔۔۔۔

[illegible]

مباحثہ کالج کی لڑکیوں کے درمیان تھا۔ لیکن آدھا ہال مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس میں سردار گڈھ کے معززین بھی تھے اور داراب کیسل کے رہنے والے بھی۔

تقریریں شروع ہوئیں اور کافی دیر تک جاری رہیں۔ دس لڑکیوں نے حصہ لیا تھا۔ اخیر میں شاہدہ بولی۔ اس کی تقریر دوسری تقریروں پر بھاری رہی تھی۔ لیکن وہ انعامی مقابلے میں شریک نہیں تھی کیونکہ اس کا تعلق کالج سے نہیں تھا۔ اس کے بعد جج صاحبان فیصلہ کرنے کے لئے اٹھ گئے۔ پھر دفعتاً سردار داراب نے جو صدارت کر رہا تھا۔ اٹھ کر مجمع کو مخاطب کیا۔

[illegible]

اس نے کہا۔ اس سے بہتر موقع اور کون سا ہوگا میں تمہیں اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے روشناس کراؤں گا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اسی حیثیت سے متعارف ہو گے اور پھر تمہیں کام کرنے میں آسانی ہوگی۔ ابھی داراب کیسل کے بہت کم لوگ تم سے متعارف ہوئے ہیں۔

تو آپ دوسروں پر یہی ظاہر کرتے رہے ہیں کہ میں آپ کا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں۔
 قطعی۔۔۔۔۔قطعی۔۔۔۔۔اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ تم پرائیویٹ سرانرساں هو
 تو تہیں اپنے کام میں دشواریاں پیش آئیں گی۔

اگر آپ چاہیں تو منٹوں میں یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔
کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نہیں سمجھا۔

میری دانست میں معاہدے کے علاوہ بھی کوئی اور کام ہو سکتا ہے جس کی تکمیل کسی کو ناگوار ہے۔

کیوں۔۔۔۔۔ یہ تم نے کیسے کہا۔

موتی سی بات ہے سردار صاحب۔ اگر وقتی طور پر معاہدے کی تکمیل نہ ہو سکے گا اس کا اثر اس معاہدے پر کیا پڑے گا۔ کیا وہ وقت گزر جانے پر معاہدے کی تکمیل نہ ہو سکے گی۔

دس سال بعد بھی ہو سکتی ہے۔ سردار داراب بولا۔

پھر اس معاہدے کو خارج از بحث سمجھیے۔

_____ ہے۔ پھر حضرات کو _____

ہال میں بیٹھی ہوئی عورتیں اور لڑکیاں بغلیں جھانکنے لگیں۔۔۔۔۔ مرد قہقہوں پر قہقہے لگا

مائیک کے قریب پہنچ کر اس نے بڑی بے بسی سے گلا صاف کیا۔۔۔۔۔ اور مردہ سی آواز میں بولا۔ خواتین و حضرات۔۔

Page 33

اٹھ کر مائیک میں بولا۔ خواتین و حضرات۔۔۔۔۔ ڈاکٹر صاحب اس وقت مزاح کے موڈ میں تھے۔ بہر حال انہوں نے آپ کو فیصلے کے انتظار میں بور ہونے سے بچا لیا۔ ہم ڈاکٹر صاحب کے شکر گزار ہیں۔ اب

آپ معزز جج صاحبان کا فیصلہ سنئیے۔۔۔

نہیں پہلے صدارتی تقریر۔۔۔ کسی نے مجمع سے ہانک لگائی۔۔۔۔۔ عمران اتنی دیر میں اپنی جگہ پر واپس جا چکا تھا۔

صدارتی تقریر۔۔۔ سردار داراب نے کہا۔ صدارتی تقریر کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔۔۔۔۔ کیونکہ صدر کے لئے کوئی انعام ہی نہیں رکھا گیا۔۔۔۔۔ اور پھر صدر کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ موضوع کی مخالفت یا موافقت کرے۔۔۔۔۔ بوڑھا صدر اپنے چھتر سالہ تجربات کی بناء پر صرف یہ کہہ سکتا ہے۔۔۔۔۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے برتر نہیں ہے۔۔۔ عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں۔۔۔۔۔ اور بس۔۔۔۔۔ ہاں اب فیصلہ سنئیے۔۔۔

اس کے بعد اس نے اول دویم اور سویم آئی ہوئی لڑکیوں کے ناموں کا اعلان کیا۔ واپسی پر سردار داراب عمران پر بری طرح برس رہا تھا۔ بلقیس اور شاہدہ ہنس رہی تھیں۔ ارے جناب۔ آپ نے کون سی بھلائی کی تھی میرے ساتھ۔ عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ اب میں سوچتا ہوں کہ مجھ پر ہارٹ اٹیک کیوں نہیں ہوا۔

رہے تھے۔۔۔ دوسری طرف سردار داراب کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔
عمران نے شور ختم ہو جانے پر ہانک لگائی۔ برتر وہی ہے جو بیوقوف ہے۔ جتنا بیوقوف اتنا ہی برتر۔۔۔۔۔ پہلے مرد عورت پر حکومت کرتا تھا۔۔۔۔۔ طاقت سے۔۔۔۔۔ اب بیوقوف یعنی برتر بنا کر حکومت کرتا ہے۔۔۔۔۔ برتر بانا کر حکومت کرنے میں اسے دھرا فائدہ ہے۔۔۔۔۔ یعنی عورت پر دوہری ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔ وہ خود انہیں اپنے دوش بدوش کام کرنے کا موقع دیتا ہے۔۔۔۔۔ رہ گئے چار دیواروں والے فرایض تو عورتیں انہیں عادتاً انجام دیتی ہے۔۔۔۔۔ یعنی مرد عورتوں کے دوش بدوش بچوں کو دودھ نہیں پلاتا۔۔۔۔۔ عورتوں کے دوش بدوش باورچی خانے میں جھک نہیں مارتا۔۔۔۔۔ عورتوں کے دوش بدوش گھر کی صفائی نہیں کرتا۔۔۔۔۔ بچوں کے کپڑے نہیں دھوتا۔۔۔۔۔ اس وقت وہ پلنگ پر لیٹ کر چین کی ہنسی بجاتا ہے یا دوستوں کو سمیٹ کر تاش کھیلنے لگتا ہے۔۔۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔۔۔ عورت اسی لئے مرد سے برتر ہے کہ اس نے دوہری ذمہ داریاں سمیٹ رکھی ہیں۔۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں نہ تو گنجی ہوتی ہیں اور نہ تو ندیں رکھتی ہیں۔۔۔۔۔ سبحان اللہ۔۔۔۔۔ بلکہ ماشاء اللہ۔۔۔۔۔

اس بار بہت زور شور سے تالیاں بجیں۔۔۔۔۔ مجمع سے کچھ جھلائے ہوئے لوگ بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ کے نعرے بھی لگا رہے تھے۔ اتنی دیر میں جج صاحبان فیصلہ مرتب کر کے اپنی جگہوں پر واپس آ گئے۔۔۔۔۔ سردار داراب بہت زیادہ بے چین نظر آ رہا تھا۔ یک بیک وہ

وہ تینوں پھر رک گئے اور عمران تقریباً دوڑتا ہوا ان کے پاس جا پہنچا۔ آوازیں اب بھی آرہی تھیں۔ لیکن اب ان کے ساتھ ہی ساتھ کسی بھیڑیے کے بولنے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔

تم لوگ خواہ مخواہ بات کا بنگلڑ بناتے ہو۔ سردار داراب بولا۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں کسی طرح کوئی بھیڑیا پہنچ گیا ہو۔

مگر بابا۔ دروازہ کوئی آدمی ہی ہلاتا ہے۔ شاہدہ بولی۔

کل بھی میں نے اسے کھلوا کر دیکھا تھا۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔

آپ اندر کب گئے تھے۔ آپ تو پھاٹک ہی پر کھڑے رہے تھے۔

وہاں اس ویرانے میں گھس کر اپنے کپڑے خراب کرتا۔ کیوں۔

کسی اور کو اندر بھیجنا چاہئے تھا۔

سبھی کم بخت اسے آسیب زدہ سمجھتے ہیں۔ جاتا کون۔

یہ کیا قصہ ہے جناب۔ عمران نے پوچھا۔

انہیں لوگوں سے پوچھنا۔ سردار داراب نے بیزاری سے کہا۔ مجھے اس قصے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

خیر۔۔۔ نہ بتائیے۔۔۔۔۔ آپ نے مجھے کچھ نہ بتانے کی قسم کھا رکھی ہے۔۔۔ گویا۔۔۔

تمہاری وجہ سے میری بڑی بے عزتی ہوئی۔

اور آپ کی وجہ سے میرا ہارٹ فیل ہو گیا ہوتا تو میں کس سے شکایت کرتا۔ خدا کی پناہ زبانی بولنا۔۔۔۔۔ یہ حادثہ بھی میرے لئے یادگار رہے گا۔ مجھے حیرت ہے کہ حاضرین نے میرے آٹو گراف کیوں نہیں لئے۔۔۔۔۔

میں بھی اس تجویز سے متفق ہوں۔ شاہدہ نے کہا۔ میں سوچ رہی ہوں کہ آپ کو کیسل کے میوزیم کے لئے اسپرٹ میں محفوظ کر لیا جائے۔ بلیقیس بول پڑی۔ دفعتاً وہ سب چلتے چلتے رک گئے قریب ہی کہیں سے کچھ اس قسم کی آوازیں آرہی تھیں جیسے کوئی بند دروازہ ہلایا جا رہا ہو۔

ارے۔۔۔۔۔ یہ ہم کدھر آ گئے۔ شاہدہ نے خوفزدہ آواز میں کہا۔

اوہ۔۔۔۔۔ سب بکواس ہے۔۔۔۔۔ سردار داراب کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ کوئی بے

ہودہ آدمی ہم سب کو ہراساں کرنا چاہتا ہے۔ میں کسی دن اسے گولی۔۔۔۔۔ مار دوں گا۔

کیا قصہ ہے۔ عمران نے شاہدہ سے پوچھا۔

لوہے والا پھاٹک۔ شاہدہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ وہ آسیب زدہ ہے۔ پھر وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھ کر سردار داراب کے قریب پہنچ گئی۔ بلیقیس نے بھی قدم بڑھائے اور عمران رو دینے والی آواز میں بولا۔۔۔۔۔ ارے تو تم لوگ مجھے کیوں موت کے منہ میں چھوڑے جا رہے ہو۔

شاہدہ کچھ نہ بولی۔ اس نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے خدشہ ہو کہ کہیں زبان سے کوئی بات نکل ہی نہ جائے۔ عمران اسے غور سے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد سردار داراب بھی لباس تبدیل کر کے رات کے کھانے کے لئے وہیں آ گیا۔ عمران اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار دیکھ رہا تھا۔ کھانے کے دوران میں خاموشی ہی رہی۔ شاید وہ بلقیس کی موجودگی میں کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنا چاہتے تھے۔ غالباً بلقیس نے بھی محسوس کر لیا تھا لہذا وہ کھانے کے بعد وہاں نہیں ٹھہری۔

بابا۔ شاہدہ نے اسے مخاطب کیا۔ یہ کہتے ہیں کہ معاہدے کے علاوہ کوئی دوسرا معاملہ بھی ہو سکتا ہے۔

ہاں مجھے بھی معلوم ہے۔

تو کیا آپ انہیں دوسرے معاملے کے متعلق نہیں بتائیں گے۔

کیسا دوسرا معاملہ۔ سردار داراب اسے گھورنے لگا۔ پھر بولا۔ اگر تم کسی دوسرے معاملے سے واقف ہو تو ضرور بتا دو

میں آپ کے کسی معاملے سے واقف نہیں ہوں۔ لیکن اس معاملے میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہنا چاہتی۔

نہ یہ اپنی زبان سے کچھ کہنا چاہتے ہیں اور نہ آپ۔ عمران نے تشویش کن لہجے میں کہا۔ میرے خیال سے آپ دونوں اپنی زبانوں کا بیمہ کرا لیجئے تاکہ اگر کچھ کہتے وقت آپ کی

کوئی کچھ نہ بولا۔ پھر وہ جلد ہی رہائشی عمارت میں پہنچ گئے۔ سردار داراب تو اپنی خوابگاہ میں لباس تبدیل کرنے چلا گیا اور وہ تینوں ڈائینگ روم میں آ بیٹھے۔

آپ کی تقریر بالکل چوہٹ تھی۔ عمران نے شاہدہ سے کہا۔

شکریہ۔ شاہدہ نے جواب دیا۔ آپ سے تعریف کرنے کو کس نے کہا تھا۔

کوئی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ یہ لوہے والا پھاٹک کیا بلا ہے۔

ایک عمارت کا پھاٹک جو استعمال میں نہیں ہے۔ اس کے صحن میں اچھا خاصا جنگل اگ آیا ہے۔ ادھر پچھلے پندرہ دنوں سے وہاں سے عجیب قسم کی آوازیں آنے لگی ہیں۔ رات گئے لوہے کا پھاٹک اس طرح ہلنے لگتا ہے جیسے کوئی آدمی اسے ہلا رہا ہو۔

اس لئے وہ آسیب زدہ قرار دیا گیا ہے۔

پھر آپ اور کیا کہیں گے۔

مجھے کیا پڑی ہے کہ کچھ کہوں۔ ہوگا آسیب ہی ہوگا۔۔۔۔۔۔ مگر اتنا یاد رکھو کہ یہاں کوئی بہت بڑی واردات ہونے والی ہے۔ سردار داراب اپنی دھن میں ہیں لیکن انہیں پچھتانے کا موقع نہ مل سکے گا۔

کیا مطلب

مطلب بتانے سے پہلے میں پھر انہیں سوالات پر زور دوں گا جو میں نے آج دوپہر کو کئے تھے۔

کیا ان کی خوابگاہ میں ہر ایک جاسکتا ہے۔
 نہیں۔۔ میں جاتی ہوں یا ان کا خصوصی خادمِ نعیم یا پھر وہ جس سے کہیں۔۔۔
 یہ نعیم کہاں ملے گا۔
 کیا اسے بلواؤں۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔ عمران سر ہلا کر کچھ سوچتا ہوا بولا۔۔۔ داراب کیسل میں سردار صاحب کے کتنے اعزہ رہتے ہیں۔
آپ خود معلوم کر لیجئے۔
تم نے وہ کچھ نہیں رکھے تھے۔
نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

سگار کا ڈبہ میں ہی بابا کی خوابگاہ سے اٹھا کر لائی تھی۔ انہوں نے خود نکالنے کی بجائے مجھ سے کہا تھا کہ میں ان کے لئے ایک سگار نکال دوں۔

میں نے اس پر بہت سوچا ہے عمران صاحب اور سو فیصدی میں ہی مجرم ثابت ہوتی ہوں۔

Page 38

آپ بہت بدتمیز ہیں۔ آپ کو گفتگو کا بھی سلیقہ نہیں۔ آپ کسی کی کوئی حیثیت ہی نہیں سمجھتے۔

میری عادت ہے ہمیشہ سچی بات کہتا ہوں۔

میں آپ سے گفتگو کرنا نہیں چاہتی۔

میں خود بھی نہیں کرنا چاہتا۔ عمران آنکھیں بند کر کے اپنی کپنٹیاں رگڑتا ہوا بولا۔ اتنی ہی سی دیر میں تم نے میرے دماغ کی چولیس ہلا دیں۔۔۔۔۔ ٹائیں ٹائیں کسی طرح رکتی ہی نہیں لاحول ولا قوۃ۔۔۔۔۔ بڑی بوڑھیوں سے سنتا آیا ہوں کہ کنواری لڑکیوں کو نہ عطر لگانا چاہیئے۔ اور نہ زیادہ ٹائیں ٹائیں کرنا چاہئے ورنہ آسمان ٹوٹ پڑتا ہے سر پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لہذا قبل اس کے کہ آسمان ٹوٹے میں کھسک جانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ٹاٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عمران ڈائینگ ہال سے نکل کر اس کمرے کی طرف روانہ ہو گیا جہاں سردار داراب رات کے کھانے کے بعد شطرنج کھیلا کرتا تھا لیکن آج یہاں اندھیرا نظر آیا۔۔۔۔۔۔ شاید سردار داراب تھک گیا تھا۔

[illegible]

آ جاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

کیا تم سردار داراب کے لئے جان دے سکتی ہو۔

ہاں اگر ضرورت پڑے۔ میں ان سے اتنی ہی محبت کرتی ہوں۔

لیکن تم ان کی جان بچانے کے لئے کچھ نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔۔ میں تم سے جو کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں وہ بہت ضروری ہے۔ مجھے ان اعزہ کی فہرست جو کیسل کی حدود میں رہتے ہیں۔ ویسے بھی اگر کوئی حقدار کہیں باہر ہو تو اس کا نام بھی تم لے سکتی ہو۔

بہتر ہے۔ اس سلسلہ میں آپ بابا سے گفتگو کریں۔

[illegible]

کیا مطلب _____

ہارڈنٹ۔۔۔۔۔ میں عموماً جاسوسی ناولوں کی زبان استعمال کرتا ہوں۔

کچھ ایسی ہی بات ہے کہ میں تفصیل سے نہ بتا سکوں گی۔۔۔ اعزہ کے متعلق وہ ضرور بتادیں گے لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ کسی پر شبہ نہیں ظاہر کریں گے۔

خیر میں انہیں سے پوچھ لوں گا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ کیسل کی حدود میں تمہارے یا ڈاکٹر نجیب کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

ہے۔۔ بابا سے پوچھئے گا۔

ارے تو تم ہی بتا دو گی تو کیا ہو جائے گا۔ کیا تم بھی بابا ہی کی طرح کر یک ہو۔

Released on 2008

Page 40

اوہو۔۔۔۔۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔۔۔۔۔ وہ کسی بات کا تذکرہ دوسروں سے نہیں کرتے۔

کمال ہے۔۔۔۔۔ اس نے متحیرانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔۔۔۔۔ پھر بولا۔۔۔۔۔ شاید وہ آپ ہی کی آہٹ پر بھڑک گئے تھے۔

کیا وہ اس قسم کی حرکتیں بھی کرتے ہیں۔۔۔؟
انہٹائی سنجیدگی سے۔۔۔ آخر وقت تک آپ کو علم نہیں ہو سکتا کہ ان کے ذہن میں کیا ہے۔

جی ہاں۔ مجھے بھوتوں سے ملنے کا بڑا شوق ہے۔

ایک فیصد بھی نہیں۔ لہذا میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ دروازہ کون ہلاتا ہے اور وہ کیسل والوں کا کیوں خوفزدہ کرنا چاہتا ہے۔

میں۔۔۔ عقیل یک بیک چونک کر عمران کو گھورنے لگا۔ میں کیوں اور کس طرح خوفزدہ کرنا چاہتا ہوں۔

آسمانی روشنیوں کا تذکرہ کر کے۔۔۔۔۔ بھلا چاندنی رات میں آسمان پر کسی دوسری
روشنی کا دھبہ کب نظر آتا ہے۔ عقیل ہنسنے لگا۔ پھر بولا میں دراصل۔۔۔ اس کام کے لئے
سردار صاحب کو تیار کرنا چاہتا تھا۔ وہ بھی کافی مضبوط اعصاب کے آدمی ہیں۔ اس بڑھاپے
میں بھی وہ آسیبوں سے قطعی متاثر نہیں ہیں۔ میں انہیں اسی بہانے
سے۔۔۔۔۔ آبروریزی تک لیجانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ وہاں پہنچ کر انہیں موڈ میں
لانے کی کوشش کرتا۔ پھر ہم دونوں آسیبوں کی تلاش میں روانہ ہوتے۔

یقیناً یہ میری سب سے بڑی خواہش ہے۔
 لیکن اگر سردار کو اطلاع ہوگئی تو کیا ہوگا؟
 کچھ بھی نہیں۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ پر الزام نہیں آنے دوں گا۔
 اچھا تو پھر کل رات پر رکھیے۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔
 کل عقیل کے لہجے میں مایوسی تھی۔ خیر کل ہی سہی۔ لیکن کسی سے اسکا تذکرہ نہ کیجئے گا۔
 ورنہ ہم قیامت تک وہاں نہ جاسکیں گے۔
 کیوں؟

اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا یہ دراصل سردار داراب کے موڈ پر منحصر ہے۔
 پتہ نہیں اس وقت انکا موڈ کیسا ہو جب یہ خبر ان تک پہنچے۔ لہذا ایسا کام کیوں کیا جائے جس سے
 اس قسم کے خدشات لاحق ہوں۔

سردار صاحب آپ کے دادا ہوئے۔ کیا آپ انہیں داد نہیں کہتے؟
 نہیں میں انہیں صرف سردار صاحب کہتا ہوں۔۔ بچپن ہی سے لیکن انہیں کبھی اس پر
 اعتراض نہیں ہوا۔

بہت شاندار آدمی ہیں سردار صاحب۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ ایک بار میں نے پیار سے
 اپنے والد صاحب کا سر سہلا دیا تو تو انہوں نے اس زور کا چٹا مارا تھا کہ آج تک ہر قسم کے
 والدین کا سامنا ہوتے ہی روح لرز نے لگتی ہے۔

خیر ہٹائیے۔۔ ہاں تو آپ صرف آبزرویڈی میں کام کرتے ہیں۔
 جی ہاں۔۔ میں نے فلکیات کا کافی مطالعہ کیا ہے میرے پاس پاس اس سبجیکٹ کی
 ڈگریاں بھی ہیں۔ سردار صاحب میں ایک بڑی اچھائی ہے۔۔ وہ ہے تکمیل کی دھن۔۔ وہ ہر
 کام کو اس کی انتہا تک پہنچا دیتے ہیں۔۔ میرا رجحان فلکیات کی طرف دیکھ کر میرے لیے
 ایک آبزرویڈی تیار کروادی۔۔ ہزاروں روپے خرچ کر کے آلہ جات خریدے۔۔
 کیوں۔۔؟ عمران نے حیرت سے کہا۔ کیا وہ آپ کے عزیز ہیں؟
 جی ہاں۔

کیا رشتہ ہے؟
 وہ۔۔ دیکھیے آپ شاہدہ سے تو ملے ہی ہوں گے۔۔ میں اسکا سوتیلا بھائی ہوں۔۔

اوہ۔۔ اچھا عمران کی آنکھیں نکل پڑیں۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہی بات شاہدہ
 اسے نہیں بتا سکتی تھی آخ اس نے چھپایا کیوں اور یہ کیوں کہا کہ سردار صاحب ہی سے اس
 کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔۔ اور پھر اسے سردار کا رویہ یاد آیا۔۔ اس نے
 عقیل کے عزیزوں کے سے انداز میں گفتگو نہیں کی تھی بلکہ طرزِ مخاطب مالکانہ تھا اور ساتھ ہی
 عقیل نے بھی کچھ کچھ اسی انداز میں گفتگو کی جیسے اسکا ملازم ہو۔
 ہاں۔۔ تو آپ اس آسیب زدہ عمارت میں جانا چاہتے ہیں۔

تب تو پھر تمہیں عقیل کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم۔

وہ شاہدہ کا سوتیلا بھائی ہے۔

کون کہتا ہے۔۔۔

خود عقیل نے مجھے بتایا ہے۔

اور کیا بتایا۔۔؟

اور کچھ بھی نہیں۔

سردار داراب یک بیک مغموم نظر آنے لگا۔ اس کا سر جھک گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ وہ شاہدہ کے مرحوم باپ کی ہوس کا نتیجہ ہے ایک ایسی عورت کا جو غیر منکوحہ تھی۔

اوہ۔۔۔ تب تو وہ قطعی خارج از کنج ہے۔ مگر سردار صاحب یہ پچھوؤں والا معاملہ تو وصیت نامے کے سلسلے میں بھی خا میں رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ ہاتھ اچھا ہو جانے پر وصیت نامے کی تکمیل کر سکتے تھے۔

میں نے کافی غور کرنے کے بعد سر سلطان سے مدد طلب کی تھی۔ انہوں نے ایک بار کسی پرائیویٹ سر اغرساں کا تذکرہ کیا تھا۔ میں نے سوچا کہ انہی سے مدد لی جائے۔ میں اپنا اطمینان کیئے بغیر اس معاملے کو پولیس کی نظر میں لانا چاہتا تھا۔ سب سے بڑی الجھن یہی ہے کہ وہ پچھوسگار کے ڈبے میں کیوں رکھے گئے تھے؟ رکھنے والا کیا چاہتا تھا؟

عقیل ہنسنے لگا۔ اس کے سفید دانت کسی بھیڑیے کا دانتوں کا تصور پیش کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ دوسرے دن ملنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔

(9)

سردار صاحب۔۔۔ عمران نے سردار صاحب کو مخاطب کیا جو اپنی رائفل کی نال صاف کر رہا تھا۔

کیا ہے۔۔۔ کیوں آئے ہو۔۔۔؟ اس نے ایک آنکھ بند کر کے دوسری رائفل کی نال سے لگاتے ہوئے کہا۔

یہ عقیل آپ کا کون ہے۔۔۔؟
سردار نے ایک طویل سانس لے کر رائفل کی نال میز پر رکھ دی اور عمران کی مڑا۔۔۔ کیوں؟

یونہی تفریحاً پوچھ رہا ہوں۔ ویسے میرا دل چاہتا ہے کہ اسے گولی مار دوں۔
بیٹھ جاؤ۔ سردار داراب نے خلاف توقع نرم لہجے میں کہا۔ عمران بیٹھ گیا۔ سردار اسے ٹوٹنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

تو تم نے بہتری معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اس نے آہستہ سے کہا۔
لیکن میرے خیال میں عقیل خارج از بحث ہے۔۔۔ کیوں؟

اور کچھ بھی نہیں۔

سردار داراب یک بیک مغموم نظر آنے لگا۔ اس کا سر جھک گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ وہ شاہدہ کے مرحوم باپ کی ہوس کا نتیجہ ہے ایک ایسی عورت کا جو غیر منکوحہ تھی۔

اوہ۔۔۔ تب تو وہ قطعی خارج از کنج ہے۔ مگر سردار صاحب یہ بچھوؤں والا معاملہ تو وصیت نامے کے سلسلے میں بھی خا میں رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ ہاتھ اچھا ہو جانے پر وصیت نامے کی تکمیل کر سکتے تھے۔

میں نے کافی غور کرنے کے بعد سر سلطان سے مدد طلب کی تھی۔ انہوں نے ایک بار کسی پرائیویٹ سرائرساں کا تذکرہ کیا تھا۔ میں نے سوچا کہ انہی سے مدد لی جائے۔ میں اپنا اطمینان کیئے بغیر اس معاملے کو پولیس کی نظر میں لانا چاہتا تھا۔ سب سے بڑی الجھن یہی ہے کہ وہ بچھوسگار کے ڈبے میں کیوں رکھے گئے تھے؟ رکھنے والا کیا چاہتا تھا؟

میں عنقریب معلوم کر لوں گا آپ ان لوگوں کی فہرست مرتب کر دیجئے جو کیسل میں رہتے ہیں۔۔۔ یا کیسل کے باہر۔۔۔ میرا مطلب ہے ایسے اعزہ جو آ کے وارث ہو سکتے ہوں

ایسے اعزہ میں شاہدہ۔ نجیب اور سجاد کے علاوہ کوئی نہیں۔

سجاد کون۔۔۔ مجھے ان کے متعلق کچھ نہیں معلوم۔

میں عنقریب معلوم کر لوں گا آپ ان لوگوں کی فہرست مرتب کر دیجئے جو کیسل میں رہتے ہیں۔۔۔ یا کیسل کے باہر۔۔۔ میرا مطلب ہے ایسے اعزہ جو آ کے وارث ہو سکتے ہوں

ایسے اعزہ میں شاہدہ۔ نجیب اور سجاد کے علاوہ کوئی نہیں۔
سجاد کون۔۔۔ مجھے ان کے متعلق کچھ نہیں معلوم۔

میرا ایک اپاہج بھائی۔۔۔ جو خود سے اٹھ کر چل پھر نہیں سکتا۔ وہ کیسل کے مغربی سرے والی پہلی عمارت میں رہتا ہے۔ پیدائشی اپاہج ہے۔ وہاں اس کی دیکھ بھال کے لیے دو خادم ہیں مگر عمران۔۔۔ وصیت نامہ بھی میرے خیال سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ تم اس لائن پر مت سوچو۔ اگر میں اس تاریخ کو اس پر دستخط نہ کر پاتا تو کیا فرق پڑتا؟

یہ اس کیس کا خاص نکتہ ہے۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کسی طرح فرق پڑ ہی جاتا۔
کیوں؟

تب تو پھر تمہیں عقیل کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم۔

وہ شاہدہ کا سوتیلا بھائی ہے۔

کون کہتا ہے۔۔۔

خود عقیل نے مجھے بتایا ہے۔

اور کیا بتایا۔؟

تھا۔۔۔ آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔ چہرے پر گھنی داڑھی اور اوپر کو چڑھی ہوئی مونچھیں تھیں۔
تشریف رکھیے۔ میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔۔۔ اس نے مسکرا کر کہا۔
میں سردار صاحب کا نیا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں۔
اوہ۔۔۔ اچھا کیسے تکلیف کی۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔ یونہی ملنے چلا آیا۔ اب جبکہ مجھے یہاں رہنا ہی ہے تو سب سے جان
پہچان پیدا کرنی چاہیے۔

ٹھیک ہے۔۔۔ یہ تو بہت ضروری بات ہے سجاد صاحب نے جواب دیا پھر اس نے کسی
نوکر کو آواز دی جو جلد ہی واپس پہنچ گیا مگر عجیب ہیبت میں۔۔۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی
سی ڈوری تھی جس میں دس پندرہ بڑے بڑے زندہ بچھوٹک رہے تھے۔۔۔ عمران نے اس
طرح اپنے ہونٹ سکڑ لیے کیسے سیٹی بجانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

مگر دوسرے ہی لمحے میں سجاد کی چنگھاڑ سے سارا کمرہ گونجنے لگا۔ وہ بری طرح نوکر پر
برس رہا تھا۔

ابے تجھے کب عقل آئے گی الو کے پٹھے کیا انہیں رکھ کر نہیں آ سکتا تھا۔ صورت حرام
کتے کے پلے۔

صاحب یہ ابھی آئے ہیں۔۔۔ نوکر مردہ سی آواز میں بیزار لہجے میں بولا۔ میں
انہیں رکھنے جا رہا تھا کہ آپ نے آواز دی۔

میرا ایک اپاہج بھائی۔۔۔ جو خود سے اٹھ کر چل پھر نہیں سکتا۔ وہ کیسل کے مغربی سرے
والی پہلی عمارت میں رہتا ہے۔ پیدائشی اپاہج ہے۔ وہاں اس کی دیکھ بھال کے لیے دو خادم
ہیں مگر عمران۔۔۔ وصیت نامہ بھی میرے خیال سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ تم اس لائن پر مت
سوچو۔ اگر میں اس تاریخ کو اس پر دستخط نہ کر پاتا تو کیا فرق پڑتا؟

یہ اس کیس کا خاص نکتہ ہے۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کسی طرح فرق پڑ ہی جاتا۔
ہے۔۔۔ ابھی تک بچھوؤں ہی کا مقصد واضح نہیں ہوا۔ تم خواخواہ چھلائیں لگا رہے ہو۔
میں اسی طرح چھلائیں لگاتے لگاتے کہیں نہ کہیں قدم جما ہی لیتا ہوں۔
ضرور وجہ تو میں منع نہیں کرتا۔۔۔ سردانے کہا اور پھر رائفل کی نال صاف کرنے میں
مصروف ہو گیا۔

(10)

عمران مغربی گوشے والی زرد عمارت کے سامنے رک گیا۔۔۔ عمارت مختصر سی مگر
خوبصورت تھی۔۔۔ یہاں ساری ہی عمارتوں میں سلیقے اور نفاست کو دخل تھا۔

ایک ملازم نے اسے سردار داراب کے بھائی کے پاس پہنچا دیا۔ وہ اس وقت ایک آ
رام دہ کرسی میں پڑا ہوا تھا۔۔۔ اس کی عمر پچاس کے لگ بھگ لگ رہی تھی۔۔۔ چہرے پر کچھ
اس قسم کی توانائی تھی کہ وہ اپاہج معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اس نے پانے پیر کمبل میں لپیٹ رکھے تھے،
،، عمران کو اس کا جسم بھی کافی توانا معلوم ہوا۔ اس کے بازو بھرے ہوئے تھے اور سینہ کافی فراغ

-- بڑا قیمتی تیل ہوتا ہے۔۔ ایک بار سامان اکٹھا کیا تھا مگر بچھو کم پ گئی۔۔ انہیں گدھوں کی غفلت کی وجہ سے نکل بھاگے مجھے تو راتوں کو نیند نہ آتی۔۔ اگر کوئی ان کھوئے ہوئے بچھوؤں میں سے پلنگ پر چڑھ آئے تو۔۔ وہ کھسیانی سی ہنسی ہنس کر کاموش ہو گیا۔ یہ واقعی تشویش کی بات ہے۔۔ عمران فکر مند نہ لہجے میں بولا۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ کتنے عرصے کی بات ہے۔ میرا مطلب ہے کہ بعض اقسام کے بچھو۔۔ اپنے ٹھکانے سے الگ ہونے کے بعد پندرہ دن سے زیادہ زندہ نہیں رہتے۔

اھو۔۔ تب تو وہ ابھی زندہ ہوں گے۔ سجاد نے بیچنی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ یہ پچھلے ہی ہفتے کی بات ہے تاریخ مجھے یاد نہیں۔ تب تو جناب وہ ابھی زندہ ہوں گے۔

اللہ مالک ہے۔۔ سجاد نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ مشیت۔۔ میں کسے دخل ہو سکتا ہے۔۔ اب یہ دیکھیے۔۔ سجاد نے اپنی ٹانگوں پر سے کمبل ہٹایا۔ اس کی پتلی پتلی ٹانگیں بھاری بھر کم جسم پر عجیب معلوم ہو رہی تھیں۔

مجھے ان پیروں پر ہنسی آتی ہے۔ سجاد مسکرا کر بولا۔ آپ خود دیکھیے۔۔ ہے نامضحکہ خیز بات۔۔ کمر سے اوپر میں ہاتھی ہوں اور کمر سے نیچے ہرن۔۔۔

عمران کے چہرے پر گہرے زخم کے آثار نظر آنے لگے۔۔ اور اس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ ٹھیک ہے جناب مشیت میں کسے دخل ہو سکتا ہے۔

آواز کے بچے۔۔ دفع ہو جاؤ۔۔ اصغر سے کہو کہ سیکرٹری صاحب کے لیے چائے تیار کرے۔۔ سنا لو کے پٹھے۔ نوکر چپ چاپ چلا گیا۔

ساجد بہت زیادہ غصے میں تھا۔ اور اسے ٹھنڈا ہونے میں تقریباً پانچ منٹ لگے تھے۔ اس دوران میں وہ عمران کو بار بار کچھ اس انداز میں گھورتا رہا جیسے وہ بدتمیز نوکر کا کوئی قریبی عزیز رہا ہو۔

سیکرٹری صاحب۔ دفعتاً وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ یہاں اچھے نوکروں کے علاوہ اور سب کچھ مل سکتا ہے یہ کمبخت اس قابل نہیں ہوتے کہ ان کی شکلیں دیکھی جائیں۔

جی ہاں عمران سر ہلا کر بولا۔ یہ واقعی بیہودگی ہے۔ اگر وہ کمبخت مداری ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ کو بھی اس بچکانے کھیل سے دلچسپی ہو۔

ارے لا حول ولاقوۃ۔۔۔ آپ بھی کامل کرتے ہیں۔ وہ زبردستی مسکرایا۔ نہ وہ مداری ہے اور نہ مجھے ایسے کھیلوں سے دلچسپی ہے۔۔ وہ تو دوا کے لیے نگوائے ہیں میں نے۔۔ میری ٹانگیں بالکل ہی بیجان نہیں ہیں۔ ان میں سردیوں کے زمانے میں اتنا شدید درد ہوتا ہے کہ زندگی محال نظر آنے لگتی ہے بچھوؤں کے تیل سے آرام رہتا ہے۔

یقیناً رہتا ہوگا۔ بچھو بہت گرم ہوتے ہیں۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ بچھو ہی نہیں مسٹر۔۔ اس میں اور بھی گرم چیزیں پائی جاتی ہیں۔۔ اور بھی کیڑے مکوڑے شامل ہیں شیر کی چربی۔۔ گوہ کی چربی۔۔ اور سونا مچھلی۔۔ اور نہ جانے کیا کیا بلا۔

ہو۔

میں نہیں سمجھا۔ اصلیت سے کیا مراد ہے آپ کی؟

کچھ نہیں جانے دیجئے۔۔ یہ ہمارے لیے کوئی قابل فکر بات نہیں بہر حال میں آپ کو ایک مفید مشورہ دے رہا ہوں۔۔ اس سے زیدہ ربط نہ رکھیے گا ورنہ نقصان کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا۔

میں آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔

(11)

آسمان ابر آلود ہونے کی بانء پر رات تاریک تھی،۔۔ عمران آبرو بیڑی کے قریب کھڑا عقیل کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے اپنی چمکدار ہندسوں والی گھڑی دیکھی۔ ایک بج چکا تھا۔ داراب کیسل پر سناٹے کی حکمرانی تھی۔

ایک بج کر دس منٹ پر عقیل آبرو بیڑی سے باہر آیا۔ اور عمران کی نبض ٹٹولتا ہوا بولا۔ دیکھو آپ کا دل تو نہیں دھڑک رہا۔ پھر ہنس کر کہا۔

واقعی آپ کافی نڈر آدمی ہیں۔ آپ کی نبض کی رفتار معمول سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی

-

یار کیوں باتیں بناتے ہو خود تمہارا دم نکلا جا رہا ہے۔ اتنی دیر لگا دی واہ یا۔۔۔

آہا۔۔۔ عقیل پھر ہنسا۔ اچھا آؤ۔۔۔

آپ اس سے پہلے کہاں تھے سیکرٹری صاحب؟ سجاد نے دفعتاً خلوص سے کہا۔ نجانے کیوں آپ سے بڑی محبت معلوم ہوتی ہے۔

ارے یہاں آپ سب لوگ بہت اچھے ہیں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں اپنے ہی گھر میں ہوں۔ عقیل صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ آپ سے بڑی محبت معلوم ہوتی ہے۔ ڈاکٹر نجیب بھی یہی کہہ رہے تھے۔۔۔ سردار صاحب مگر نہیں سردار صاحب کبھی مجھے پسند کرتے ہیں اور کبھی ناپسند۔

وہ بہت اچھے آدمی ہیں سیکرٹری صاحب۔ سجاد نے محبت آمیز لہجے میں کہا۔ آہستہ آہستہ آپ ان سے واقف ہوں گے۔ وہ دل کے برے نہیں ہیں۔ اور زبان کا کیا۔۔۔ دل صاف ہونا چاہیئے۔۔۔ کیوں جناب؟ درست فرمایا۔

لیکن ٹھہریئے۔۔۔ ابھی آپ نے عقیل کا نام لیا تھا۔ کیا اس نے آپ سے گھل مل جانے کی کوشش کی تھی؟

جی ہاں۔۔۔ وہ بہت اچھے آدمی ہیں۔

دنیا کا کوئی آدمی برا نہیں ہے جناب لیکن۔۔۔ آپ اس کے چکر میں ہرگز نہ پڑیئے گا ورنہ آپ کو ملازمت سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ میں آج تک سمجھ نہ سکا کہ وہ کس قماش کا آدمی ہے۔۔۔ مگر میں یہ بات فضول ہی کہہ رہا ہوں۔۔۔ جس کی اصلیت میں فرق

ہو۔۔ ایک کوش اخلاق بیوی ہو۔ ننھے منے بچے ہوں۔۔ زندگی کی سچی محبتوں کی گنگناہٹ ہو۔
۔۔ لیکن کیا کبھی ایسا ہو سکے گا۔۔؟

اگر آپ سچ کہہ رہے ہیں تو مجھے افسوس ہے مسٹر عقیل۔

یہ میں نے اس لیے نہیں بتایا کہ آپ افسوس ظاہر کریں میرا مضحکہ ارائیں عقیل نے
تلخ لہجے میں کہا۔ کیا حقیقتاً آپ کو افسوس ہے میں نہیں مان سکتا۔۔ لو لے۔۔ لنگڑے۔۔
اپنا ہج آدمیوں کے لیے لوگ افسوس کرتے ہیں۔۔۔ حرامی سے کسی کو بھی ہمدردی نہیں ہوتی۔
۔۔ حالانکہ وہ بھی ہمدردی ہی کے قابل ہوتا ہے۔

یقیناً۔۔ یقیناً۔۔ لیکن آپ آ کر اتنا مایوس کیوں ہیں؟ عمران آہستہ سے بولا آپ
بھی اپنے باپ کے رویے کا عادی نہیں کر سکتے۔
ہرگز نہیں۔۔ کبھی نہیں۔۔ میں ہر اسی ضرور ہوں۔۔۔ لیکن مجھ سے حرامی پن سرزد نہیں
ہو سکتا۔۔۔ یہ نسل آگے نہیں بڑھ سکے گی۔۔۔

آپ کو سردار داراب سے بھی نفرت ہوگی قدرتی بات ہے۔ عمران نے کہا۔
ہرگز نہیں۔ عقیل بولا۔ یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ وہ بڑا عظیم آدمی ہے۔ عظیم تر۔ آ
پ نہیں جانتے۔۔ اس کے علاوہ دنیا میں اور کسی سے مجھے محبت نہیں کیونکہ وہی ایک آدمی
ہے، جو مجھ سے نفرت نہیں کرتا جسے مجھ سے ہمدردی ہے۔ جو اکثر میرے لیے بچوں کی طرح
پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے۔۔ وہ کہتا ہے۔۔ بیٹے میں تیرے لیے کچھ نہ کر سکا۔ کیونکہ میں تجھے

وہ دونوں لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے آ سیب زدہ عمارت کی طرف روانہ ہو گئے۔
راستے بھر وہ خاموش ہی رہے۔

عقیل عمارت سے تھوڑے فاصلے پر رک گیا۔

ایک بار پھر سوچ لیجئے۔ اس نے کہا۔ ہم ایک آ سیب زدہ عمارت میں داخل ہونے
جارہے ہیں۔ اگر ہم میں سے کسی ایک کو نقصان پہنچا تو دوسرا اس کا ذمہ دار نہ ہوگا۔
اور اگر دونوں ساتھ مرے تو۔۔۔

اس کی سو فیصد ذمہ داری میرے باپ پر ہوگی۔ عقیل نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ پھر
بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ میں اپنی زندگی ہتھیلی پر لیئے پھرتا ہوں۔
آپ کے باپ پر کیوں ہوگی اس کی ذمہ داری؟ عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔
کیونکہ اس نے مجھ پر مستقبل کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ
میں حرامی ہوں۔

ارے لاحول ولا قوۃ۔۔ کیا باتیں کرتے ہیں آپ؟ عمران نے بوکھلا جانے کی
ایکٹنگ کی۔

یہ حقیقت ہے دوست۔ میں حرامی ہوں۔ اس لیے مجھ پر مستقبل کے دروازے بند ہیں
۔۔۔ میں داراب کیسل کے بیٹے کا نطفہ ہوں لیکن کوئی بھنگن بھی مجھے اپنی فرزندگی میں لینا پسند
نہ کرے گا۔۔ عمران صاحب میرے دل میں بھی یہ خواہش چٹکیاں لیتی ہے کہ میرا بھی اپنا گھر

جائیں تب بھی میرا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔۔۔ میں کہیں چلا جاؤں گا۔
مگر میں تو اب جاؤں گا اندر۔۔۔

میں آپ کو نہیں روک سکتا عقیل نے کہا اور وہاں سے جانے کے لیے آگے بڑھا
لیکن عمران نے اسکا بازو پکڑتا ہوا بولا۔ آخریک بیک آپ نے ارداء کیوں ملتوی کر دیا۔۔
اوہ۔۔ دیکھیے آپ کی نبض بھی ٹھیک چل رہی یہ۔۔ یعنی آپ خوفزدہ نہیں۔
سنیے جناب کل یہاں کسی کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو آپ ہی تمام میں کہتے پھریں
گے کہ عقیل نے دروازہ کھولا تھا۔

اوہ۔۔ ایسی صورت میں بھلا یہ کیسے میری زبان سے نکلے گا جبکہ میں بھی آپ کے
ساتھ ہوں۔

نہیں مجھے خواہنا کیا پڑی ہے؟
اچھی بات ہے دوست لیکن میں تم سے یہاں تک آنے کا مقصد معلوم کیئے بغیر نہیں
رہوں گا آخر تم نے پروگرام ہی کیوں بنایا تھا جبکہ کیسل کا ہر فرد اندھیرے میں ادھر آتے
ہوئے کا نپتا ہے۔

اگر میں وجہ نہ بتاؤں تو میرا کیا بگڑے گا؟
یہ تو مستقبل ہی بتائے گا۔ عمران نے لاپراوئی سے کہا اور اس کے جواب کا انتظار کیئے بغیر
آگے بڑھ گیا۔

تیرے صحیح مقام پر نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ میں تیرے لیے گھر نہیں بنا سکتا۔ میں کچھ نہیں کر سکتا
تیرے لیے

آج یہ دروازہ ساکت کیوں ہے مسٹر عقیل عمران نے آہنی دروازے کی رطف اشارہ
کیا۔

وہ کچھ بھی ہو۔ لیکن آج میں دیکھوں گا۔۔ میں دیکھوں گا ان آسبوں کو۔۔ آپ
یہیں ٹھہریئے۔ میں تالا کھولین کی کوشش کرتا ہوں۔۔ میرے پاس مختلف قسم کی کنجیوں کا گچھا
ہے۔۔

عمران نے کچھ کہنا چاہا مگر پھر خاموش ہی رہا۔
عقیل آگے بڑھ گیا۔ عمران وہیں کھڑا کنجیوں کی کھنکھناہٹ سنتا رہا۔۔ آسمان کا
کچھ حصہ کھل گیا تھا اور اب تاریکی پہلے کی طرح گہری نہیں رہی تھی
عمران اس لمبے آدمی کے متعلق بہت کچھ سوچ رہا تھا دفعتاً اس نے اسے واپس آتے
دیکھا۔ کیوں کیا بات ہے؟ عمران نے پوچھا۔
میں نہیں کھولوں گا۔۔۔

کیوں؟
کیا فائدہ۔۔۔ اگر یہاں آسب ہیں تو میرا کیا بگڑتا ہے۔۔۔ اگر یہ ہمارے کیسل
میں پھیل

(12)

عمران کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا کہ وہ سگار کے ڈبے میں بچھور کھنے والے کاپتہ لگا لیتا لیکن سوال تھا مقصد کا۔۔۔ اس جرم کا مقصد ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آ سکا تھا بعض اوقات تو وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ یہ سب کچھ محض مزاق تھا کسی نے سردار داراب سے ایک خطرناک قسم کا مزاق کیا تھا۔۔۔ ہو سکتا ہے کبھی کسی کو اس کا کوئی مزاق اس حد تک گراں گزرا ہو کیونکہ سردار داراب کے مزاق قطعی غیر متوقع طور پر ظہور پزیر ہوا کرتے تھے خود عمران کو بھی ایک بار اس کا تلخ تجربہ ہو چکا تھا۔ یعنی لڑکیوں کے کالج میں غیر متوقع طور پر تقریر کرنا یقیناً وہ عمران کے لیے ایک تشوش کن لمحہ تھا جب سردار نے اچانک تقریر کے لیے اس کے نام کا اعلان کیا تھا ہو سکتا ہے کبھی کسی نے اس سے اس سے بھی زیادہ بدحواسی محسوس کی ہو اور اسی وقت تہیہ کر لیا ہو وہ بھی سردار داراب سے اس کا انتقام لینے بغیر نہ رہے گا

عمران نے سردار داراب کو بھی اپنے خیال سے آگاہ کیا لیکن سردار داراب اسے مچ مزاق تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا اکثر عمران کا دل چاہتا تھا کہ اس بوڑھے کو چھت پر الٹا لٹکا کر اس سے پوچھے کہ اسے کس پر شبہ ہے۔ انے سجاد کے بچھوؤں کا قصہ بھی سنایا تھا لیکن سردار کا جواب تھا ممکن ہے کسی نے اس کے بچھو چرا کر سگار کیس میں رکھے ہوں۔

یہی۔۔۔ خود سجاد کی ایما پر ایسا نہیں ہو سکتا۔ عمران نے پوچھا۔

ہرگز نہیں میں تسلیم نہیں کر سکتا۔

پھر آپ یہ تسلیم کیجئے کہ وہ بچھو میں نے رکھے تھے۔ عمران جھلا کر بولا۔

اس پر سردار داراب خاموش ہی رہا۔۔۔ پھر عمران نے آہنی دروازے کا تزکرہ چھیڑتے ہوئے آنی دروازے کے متعلق بتایا۔

اوہ۔۔۔ وہ بعض اوقات پاگلوں کی سی حرکت کرتا تھا ہے سردار داراب کا جواب تھا۔ لیک تم خود سوچو کہ وہ ایسی حرکت کیوں کرنے لگا جبکہ مجھے یقین ہے کہ ان بچھوؤں کا تعلق صرف وصیت نامے سے ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر نجیب کے متعلق کیا خیال ہے۔

اس کے بارے میں بھی میں کوئی برا خیال نہیں رکھتا۔

تب پھر یہ حرکت شاہدہ کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی

یہ تو بالکل ہی لغو خیال ہے۔۔۔

پھر میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ اپنا راج پاٹھ چھوڑ کر بن باس لے لیجئے تاکہ مجھے بھی فارغ البالی اور اطمینان نصیب ہو۔۔۔

تم۔۔۔ تم تو یہاں سے جا ہی نہیں سکتے خواہ یہ محض مزاق ہی کیوں نہ ہو۔

ہائیں کیا مطلب؟

کچھ بھی نہیں تمہاری بدتمیزیوں کے باوجود بھی میں تمہیں بے حد پسند کرنے لگا ہوں۔

لیکن میں آپ کو قطعی پسند نہیں کرتا۔ عمران نے برا سامنہ بنا کر کہا۔ زیدہ شریف آ

اس سے کیا ہوگا؟

اب میں کسی بھی سوال کا جواب دینے کے لیے تیار نہیں عمران نے کہا۔ آپ اگر ایسا کر سکتے ہیں تو کیجئے ورنہ میں آج ہی یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔
سردار اب تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ اچھی بات ہے۔۔ میں اسے آج ہی فون کر کے بلاؤں گا۔۔ وہ سردار گڈھ میں ہی رہتا ہے۔۔ اور کچھ؟
نہیں فی الحال اتنا ہی۔۔۔

(13)

شاہدہ کو شاید عمران کی اس تجویز کا علم ہو گیا تھا۔۔ وہ اس کے پیچھے پڑ گئی وہ چاہتی تھی عمران اسے اپنے مقصد سے آگاہ کر دے۔۔ شای سردار داراب ہی نے اسے اس کے متعلق بتایا تھا ورنہ یہ گفتگو صرف انہی دونوں کے درمیان ہوئی تھی کوئی تیسرا وہاں موجود نہیں تھا
شاہدہ شاید اس کے معاملات میں بہت زیادہ دخیل تھی۔ پھر عمران نے بھی آہستہ آہستہ یہ بات مشہور کرنا شروع کر دی کہ سردار صاحب نے وصیت نامہ مرتب کرنے کے لیے اپنے قانونی مشیر کو کیسل طلب کیا ہے۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ داراب کے عزیزوں پر اس خبر کا رد عمل دیکھ سکے۔ لیکن وہ سب ہی اس خبر کو سنتے ہی بچپن نظر آنے لگے تھے۔

لیکن عقیل اور شاہدہ پر اس کا کچھ کاص اثر نہیں ہوا تھا عقیل تو خیر خارج از بحث تھا۔ لیکن شاہدہ کے متعلق عمران کوئی صحیح رائے قائم نہ کر سکا۔ بعض اوقات تو وہ خود اسے پراسرار معلوم

دی مجھ بیا لکل اچھے نہیں لگے۔

تمہاری صاف گوئی اور بکواس مجھے پسند ہے۔
لیکن میں یہاں نہ صاف گوئی کے لیے آیا ہوں نہ بکواس کے لیے۔
اور تم سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔
کیا نہیں ہو سکتا۔۔ آپ کسی کے خلاف شبہ بھی تو ظاہر کیجئے۔
تب پھر تم سر اغرساں کیسے ہو؟

میں جاسوسی ناولوں کا سر اغرساں نہیں ہوں۔ سردار صاحب جسے ہمیشہ ایسے موافق حالات پیش آتے ہیں۔ جس کی مدد زمین و آسمان کرتے ہیں جسے ہمیشہ ایسے ہی اتفاقات پیش آتے ہیں جو اسے صحیح مجرم تک پہنچا دیں۔

سردار کچھ نہ بولا۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ اب دوسری ہی صورت ہو سکتی ہے میرے خیال سے مجھے ایک ڈرامہ اسٹیج کرنا پڑے گا مگر وہ بھی آپ کے اس خیال کی موافقت میں کہ بچھوؤں کا تعلق آپ کے وصیت نامے سے ہو سکتا ہے۔ آپ اسی خیال پر جمے ہوئے ہیں۔ لیکن شاید اس کی وجہ بتانے پر تیار نہیں
کیا ڈرامہ اسٹیج کرو گے؟

اپنے مشیر قانونی کو یہاں طلب کیجئے اور دوبارہ اس کا پروپیگنڈہ کرایئے کہ اپ وصیت نامہ مرتب کرنے والے ہیں۔

نظر آنے لگیں۔۔۔ اس کی آنکھیں کسی حیرت زدہ بچے سے مشابہہ تھیں۔ اور اس کے چہرے سے سنجیدگی کا غلاف اتر گیا تھا۔ کانے کی میز پر شاہدہ کے ساتھ بلقیس بھی تھی۔ اور وہ بہت شدت سے بور نظر آرہی تھی۔۔۔ عمران اس کے برابر ہی موجود تھا۔

پرواہ مت لرو۔ عمران آہستہ سے بولا۔ مگر زیادہ نہ پینا۔
میں لعنت بھیجتی ہوں۔ بلقیس بڑبڑائی۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں یہ بھی ہوگا۔۔
میرے خدا یہ شاہدہ بھی پیتی ہے؟

ارے۔۔۔ یہ تو چرس بھی پی سکتی ہے۔۔۔ عمران بولا۔ پتہ نہیں کیوں تم اس سے ملتی ہو
اگر میرے سامنے رکھے پگ میں شراب ڈالی گئی تو میں بوڑھے کے منہ پر کھینچ ماروں گی
۔

تم ایسا نہیں کر سکتیں۔۔۔ ڈرپوک ہو۔
دیکھ لینا۔

کیا دیکھ لوں۔

کچھ نہیں۔۔۔ دماغ نہ چاٹو۔ بلقیس نے ہاتھ جھٹک کر کہا۔

کیا بات ہے؟ سردار داراب نے عمران سے پوچھا۔

کچھ نہیں۔۔۔ یہ کہتی ہے کہ اگر۔۔۔ میرے سامنے رکھے ہوئے پگ میں شراب ڈالی گئی
تو۔۔۔

ہونے لگتی۔

بہر حال عمران نے پوری اسکیم مرتب کر لی۔ جس دن سردار داراب کا قانونی مشیر کیسل پہنچا تھا۔ اسی دن عمران کی تجویز کے مطابق اپنے سارے اعزہ کورات کے کھانے پر بلایا تھا۔ حتیٰ کہ مفلوج بھائی سجاد کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔۔۔ دونوں کرا سے اٹھا کر وہاں لائے تھے۔۔۔ اس موقع پر اس نے عقیل کو محروم نہیں کیا۔ وہ بھی کھانے کی مزی پر موجود تھا۔ عمران نے محسوس کیا کہ اس کے اور شاہدہ کے تعلقات بہت اچھے ہیں اور ان دونوں کے درمیان خلوص بھی پایا جاتا ہے۔ سب ایک دوسرے سے گھل مل کر گفتگو کر رہے تھے۔۔۔ مگر ڈاکٹر نجیب خود کو بہت لیا دیا نظر آ رہا تھا۔ ویسے بھی وہ عام طور پر بہت سنجیدہ نظر آیا کرتا تھا مگر اس وقت اس کی سنجیدگی اور زیدہ گہری ہو گئی تھی۔۔۔ جس وقت آیا تھا سردار سے بہت معمولی گفتگو ہوئی تھی اور پھر کاموش ہو گیا تھا۔ سردار کے دوسرے اعزہ بھی مشکل ہی سے اس سے مخاطب ہوتے تھے۔۔۔ بہر حال بادی النظر میں یہی رائے قائم کی جاسکتی تھی کہ وہ اعزہ میں مقبول نہیں ہے۔

کھانے کے بعد میز صاف کر دی گئی۔۔۔ اور ایک ملازم ہر ایک کے سامنے شراب کا ایک ایک پیگ رکھ رہا تھا۔ عمران کو اس پر بڑی حیرت ہوئی۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب شراب کا دور چلے گا۔ ابھی تک تو اسے علم نہیں تھا کہ اس عمارت میں شراب بھی رائج ہوگی۔ اس نے سردار داراب کی طرف دیکھا۔ لیکن اس کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار تھے۔ عمران ہی نہیں بلکہ غالباً سب ہی اس پر متحیر تھے حتیٰ کہ ڈاکٹر نجیب کے سپاٹ چہرے میں بھی عمران کو تبدیلیاں

سردار داراب کی سنجیدگی میں زرہ برابر فرق نہیں آیا تھا۔ شاہدہ اور عقیل خفیف ہو کر بیٹھ گئے۔۔۔

چائے کے بعد سردار داراب نے اپنے اعزہ کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ اب کافی بوڑھا ہو چکا ہے پتہ نہیں کب مر جائے۔ لہذا اب وہ اپنی وصیت مرتب کر لینا چاہتا ہے۔ اور وہ کسی بھی حقدار کو مایوس نہیں کرے گا۔ اس پر لوگوں نے عقیل کی طرف دیکھا اور عقلی ہاتھ اٹھا کر بولا۔

آپ نے مجھے کیوں بلایا تھا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔

کیا تم بھی میرے جسم کا ایک حصہ نہیں ہو۔ سردار داراب نے مغموم آواز میں کہا۔

جی ہاں۔۔۔ بد گوشت۔

بکواس مت کرو عقیل ورنہ تھپڑ مار دوں گا۔۔۔ گدھے کہیں کے۔ سردار نے کہا اور پھر اپنی تقریر شروع کر دی۔ وہ کہہ رہا تھا وصیت کی تفصیل اس کے مرنے سے پہلے کسی کو نہیں معلوم ہو سکے گی وصیت نامہ قانونی مشیر کے پاس محفوظ رہے گا اور اس وصیت نامے کی تکمیل کل شام تک ہو جائے گی۔ تقریر ختم کر کے وہ بیٹھ گیا۔ سب کا موش تھے۔ عقیل کے علاوہ کسی کے چہرے سے ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ اسے اس تقریر سے زرہ بھی دلچسپی رہی ہو۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور وہ بار بار اپنا نچلا ہونٹ چبا رہا تھا۔ آخر وہ بڑبڑانے لگا۔

نہیں۔۔۔ میں اسے نہیں برداشت کر سکتا۔۔۔ آ کر حقداروں کے مجھے میں مجھے کیوں گھسیٹا گیا۔ بابا یہ میری تو ہین ہے۔ اب میں کیسل میں نہیں رہوں گا۔ کہیں اور جامروں گا۔

بیکار بکواس۔ بلقیس اسے کاٹ کھانے کو دوڑی۔

اوہ تم شراب نہیں پیتی۔۔۔ سردار داراب نے پوچھا۔

نہیں بلقیس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

آہا تب تو تم جا کر آرام کرو مجھے قطعاً ناگوار نہیں گزرے گا سردار بولا۔

بلقیس جانے کے لیے اٹھی شاہدہ بھی اٹھ گئی۔

بیٹھو۔ سردار شاہدہ سے بولا۔ تم پیتی ہو۔۔۔ بیٹھ جاؤ۔

دفعۃً عقیل کھڑا ہو گیا۔ اگر آپ نے اسے شراب پینے پر مجبور کیا تو میں یہاں اس جگہ

خودکشی کر لوں گا۔

بیٹھو گدھے۔

نہیں میں بھی شراب نہیں پیتا۔

بلقیس کمرے سے جا چکی تھی۔ عقیل اور شاہدہ کھڑے تھے۔ سجاد کے پیروں میں جان

ہیں تھی۔ لیکن اس کے چہرے پر ہوائیاں ضرور اڑ رہی تھیں۔

یہ سب عمرانگی اسکیم میں شامل نہیں تھا۔۔۔ اس نے داراب کے قانونی مشیر کو دیکھا وہ

بھی کھانے کی مزی پر موجود تھا اور اس واقعے میں خاصی دلچسپی لے رہا تھا دفعۃً ایک ملازم

ہاتھوں میں ایک بڑی سی چائے دنی اٹھائے حاضر ہوا اور ایک طرف سے سارے پگوں میں

بغیر دودھ کے سبز چائے انڈیلنی شروع کر دی۔

خدا جانے۔

پھر تم اب کیا کرتی پھر رہی ہو۔

بابا کے کمرے میں جھانکیں گے۔ شاہدہ نے کہا۔ وہ عمران ان کے کمرے میں گیا تھا۔ پھر میں نے اسے باہر آتے نہیں دیکھا اور کچھ دیر بعد کمرے میں نیلی روشنی نظر آنے لگی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ بابا سونے جا رہے ہیں۔ لہذا عمران کو ایسی صورت میں باہر آ جانا چاہئے مگر تقریباً آدھے گھنٹے تک انتظار کرتی رہی وہ باہر نہیں آیا۔

پھر جھانکنے سے کیا فائدہ۔

میں دیکھوں گی کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ میں آج بہت پریشان ہوں۔ آج کی دعوت ہر لحاظ سے غیر معمولی تھی۔

ایک جگہ شاہدہ رک گئی وہاں ایک روشندان کے شیشوں سے نیلی روشنی نظر آ رہی تھی۔ دوسرے ہی لمحہ میں وہ روشندان پر جھکی اور پھر اس طرح اچھل کر پیچھے آ پڑی جیسے بجلی کا دھچکا لگا ہو۔ بلقیس اسے اٹھانے کے لئے جھٹی۔

بابا۔۔۔۔۔ شاہدہ بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑائی۔۔۔۔۔ بابا کو بچاؤ۔۔۔۔۔ پھر وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگی۔ بابا کو بچاؤ۔۔۔۔۔ بابا کو بچاؤ۔

بلقیس بری طرح کانپ رہی تھی۔ سناٹے میں شاہدہ کی چیخیں بازگشت پیدا کرتی رہیں پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پورے کیسل میں کہیں آدمیوں کا نام و

جناب

سردار داراب ہاتھ کے اثرے سے نشست برخاست کر کے اٹھ گیا۔

(14)

رات گہری تاریک تھی۔ آسمان میں بادلوں کے پرے کے پرے تیرتے پھر رہے تھے۔ ایک لچھے کے لیے تاروں کی چھاؤں نظر آتی اور پھر کھلے آسمان کو بادل ڈھانپ لیتے۔ بلقیس اور شاہدہ عمارت کی چھت پر چل رہی تھیں۔۔۔

آخر تم کیا چہاتی ہو؟ بلقیس نے کہا۔

میں پریشان ہوں بلقیس معلوم نہیں یہ پاگل آدمی کیا کرنا چاہتا ہے۔ آجا کا ڈرامہ اسی نے ترتیب دیا تھا لیکن مقصد نہ باب کو بتایا نہ مجھے۔

اوہ تو کیا یہ سب انہی بچھوؤں کے سلسلے میں ہو رہا ہے؟

میں اب یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔ خدا جانے کیا معاملہ ہے۔

یہ شراب والا قصہ خوب رہا۔ میرا خیال ہے تمہارے بابا مجھے وہاں سے اٹھانا چاہتے تھے۔

ہرگز نہیں۔ ان کے مذاق اسی قسم کے ہوتے ہیں۔

تو پھر کہیں وہ بچھو والا معاملہ بھی مذاق ہی نہ رہا ہو۔ تمہیں خوفزدہ کر کے ہنسنا چاہتے رہے

ہوں۔

رہی تھی یا یہ وقتی اعصابی اختلال کا نتیجہ تھا۔

سردار داراب کو کھول دو۔ ورنہ تم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ عمران نے انہیں لکارا۔ ادھر بلقیس بے ساختہ اچھل پڑی۔ شاہدہ حواس درست ہونے پر بھر روشن دان کی طرف جھپٹی تھی۔ نہ جانے کیوں ان دونوں کے حلق گویا بند سے ہو گئے تھے۔ شاہدہ پھر روشن دان پر جھک پڑی۔

ادھر ایک آدمی ہمت کر کے عمران پر چھوٹا ہی تھا کہ ریوالور کی سرخ زبان نکل پڑی اور وہ اپنی ران دبائے ہوئے ڈھیر ہو گیا۔

سردار کو کھولو۔۔۔ ورنہ کوئی نہ بچ سکے گا۔ میری جیب میں بھی ایک ریوالور موجود ہے۔ اس کی چار گولیاں ختم ہو چکی ہیں لیکن یہ۔ اس نے جیب سے دوسرا ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ یہ تم سب کے لئے کافی ہوگا۔ میرا نشانہ کم خطا کرتا ہے۔

مگر شاید یہ ان لوگوں کی موت اور زندگی کا سوال تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں سردار داراب کا دشمن بے نقاب ہو جاتا۔

ہمیں۔۔۔۔۔ عمران کی مدد کرنی چاہیے۔ شاہدہ نے بدوقت تمام آہستہ سے کہا۔ پھر وہ بلقیس کو دھکیلتی ہوئی زینوں کی طرف لے جانے لگی۔ ان میں سے کسی کو بھی نہ معلوم ہوسکا کہ وہ کس طرح نیچے پہنچ کر سردار داراب کے کمرے تک پہنچیں۔ انہیں اس کا بھی ہوش نہیں تھا کہ وہ عمارت کی ویرانی پر دھیان دیتیں۔ حالانکہ وہ جانتی تھیں کہ اس عمارت میں کئی نوکر سوتے

نشان تک نہ ہو۔ اب پھر وہی بیکراں سناٹا تھا اور جھینگروں کی جھانیں جھانیں۔ بلقیس بڑی تیزی سے روشن دان کی طرف بڑھی اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے پیروں کے تلے سے زمین نکل گئی۔ سردار داراب کے کمرے میں سات آدمی نظر آ رہے تھے۔ چھ کے چہروں پر سیاہ نقابیں تھیں اور ساتواں عمران اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑا تھا۔ اور ایک نقاب پوش کا ریوالور اس کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ پانچ آدمی سردار داراب کے ہاتھ پیر باندھ رہے تھے۔

دفعۃً عمران نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور نقاب پوش نے پے درپے دو تین فائر جھونک دیئے۔ بلقیس نے عمران کو بندروں کی طرح اچھلتے کودتے دیکھا اور پھر وہ ایک لمبی کراہ کے ساتھ فرش پر گر گیا۔ بلقیس کی گھگھی بندھ گئی۔ وہ صرف دیکھ سکتی تھی۔ نہ بول سکتی تھی اور نہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکتی تھی۔ نقاب پوش اتنے مطمئن نظر آ رہے تھے جیسے اب انہیں کسی کی دخل اندازی کا خدشہ ہی باقی نہ رہا ہو۔ جب وہ سردار داراب کو باندھ چکے تو فائر کرنے والے نقاب پوش نے عمران کی لاش کی طرف اشارہ کیا۔ ایک آدمی شاید اسے سیدھا کرنے کے لئے بڑھا۔ وہ اس پر جھکا ہی تھا کہ بلقیس نے اسے اچھل کر فائر کرنے والے پر گرتے دیکھا۔ دونوں ایک ساتھ فرش پر ڈھیڑ ہو گئے اور عمران ان دونوں پر سوار تھا۔ پھر شاید فائر کرنیوالے ہی کا ریوالور تھا جسے عمران مٹھی میں دبائے ہوئے اٹھ کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔۔۔ کھڑے ہو جاؤ۔۔۔۔۔ اپنے ہاتھ اٹھاؤ۔۔۔ اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔ بلقیس کے ہونٹ آہستہ آہستہ پھیل رہے تھے۔ پتہ نہیں وہ مسکرا

عمران کہاں ہے۔
راہداری میں۔۔

نہیں تو پھر کیا ان کی پوجا کرتا۔ تین وہاں راہداری میں بھی ہیں۔ عمران نے لاپرواہی

پچھے دیکھو۔ دفعتاً شاہدہ ہریانی انداز میں چیخی۔ عمران چونک کر مڑا۔ زخمی نقاب پوش ایک

میں آپ کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں مجھے۔ میں ایک ذمہ دار آفیسر ہوں۔
پرائیویٹ سرانغساں۔۔

[illegible]

پچھوؤں کا مقصد تلاش کر رہا ہوں کیونکہ ابھی تک پچھوؤں کا مقصد میری سمجھ میں نہیں آسکا، اگر نجیب یہ چاہتا تھا کہ آپ وصیت نامہ مرتب نہ کر سکیں تو پہلے بھی پچھوؤں والی حرکت کرنے کی بجائے آپ کو مار ہی ڈالتا۔ لیکن محض وصیت نامہ مرتب کرنے سے پہلے مر بھی

سے جواب دیا۔
کیا انہیں بھی مار ڈالا۔ سردار داراب لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگا۔

کیوں خواہ مخواہ مجھے بور کر رہے ہیں۔ ان میں سے مجھے کوئی بھی اتنا حیا دار نہیں معلوم ہوتا کہ ٹانگوں پر گولی لگنے سے مر جائے۔

اودہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سردار داراب نے ایک طویل سانس لی۔ عمران نے کمرے میں پڑے ہوئے تینوں آدمیوں کے چہروں سے نقائیں ہٹائیں۔ لیکن سردار داراب نفی میں سر ہلاتا ہوا بولا۔ ان میں سے کسی کو بھی نہیں پہچانتا۔

پھر وہ راہداری میں آئے۔ دو آدمی برابر سے اوندھے پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں بھی ٹھوکریں مار مار کر بے ہوش کیا تھا۔ سردار داراب نے ان دونوں کو بھی پہچانے سے انکار کر دیا۔ اب صرف وہ آدمی باقی بچا تھا جس نے عمران کو چہرہ مارنے کی کوشش کی تھی۔ جیسے ہی عمران نے اس کے چہرے سے نقاب ہتائی نہ صرف داراب بلکہ لڑکیاں بھی بدحواس ہو گئیں۔ ان کے سامنے ڈاکٹر نجیب چپٹ پڑا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سردار داراب کو سکتہ ہو گیا ہو۔ وہ کچھ دیر بعد ہک لایا۔

پھر وہ راہداری میں آئے۔ دو آدمی برابر سے اوندھے پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں بھی ٹھوکر مار مار کر بے ہوش کیا تھا۔ سردار داراب نے ان دونوں کو بھی پہچانے سے انکار کر دیا۔ اب صرف وہ آدمی باقی بچا تھا جس نے عمران کو چھرا مارنے کی کوشش کی تھی۔ جیسے ہی عمران نے اس کے چہرے سے نقاب ہتائی نہ صرف داراب بلکہ لڑکیاں بھی بدحواس ہو گئیں۔ ان کے سامنے ڈاکٹر نجیب چپٹ پڑا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سردار داراب کو سکتہ ہو گیا ہو۔ وہ کچھ دیر بعد ہکلا یا۔

اس مقام۔۔۔۔۔لے۔۔۔۔۔کک۔۔۔۔۔کو۔۔۔۔۔دبا ہی دینا بہتر
ہوگا۔

اس مقام۔۔۔۔۔لے۔۔۔۔۔کک۔۔۔۔۔کو۔۔۔۔۔دبا ہی دینا بہتر
ہوگا۔

یہ ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ اگر اس معاملے میں دخل دیں گے تو

یہ ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ اگر اس معاملے میں دخل دیں گے تو

عمران سردار داراب کا ہاتھ پکڑے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے ہی ایک پلنگ پر کوئی سو رہا تھا۔ اور اس کا جسم کمبل سے ڈھکا ہوا تھا جیسے ہی عمران کی پلنگ کی طرف بڑھا سردار داراب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے محسوس کیا کہ سردار بری طرح کانپ رہا ہے۔ عمران نے اس سے ہاتھ چھڑا کر سونے والے کا کمبل کھینچ لیا اور دوسرے ہی لمحہ میں سردار داراب کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی۔ کیوں کہ پلنگ سے اچھل کر اٹھنے والا بھی سردار داراب ہی تھا۔

بھبھوت۔ سردار داراب عمران سے لپٹ گیا۔

خبردار عمران نے اپنے ریوالور کا رخ پلنگ سے اٹھنے والے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا ورنہ گولی مار دوں گا۔ پھر وہ سردار داراب سے بولا۔ پچھوؤں کا مقصد ظاہر ہو گیا۔ سردار صاحب کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے سامنے آئینہ نہیں ہے۔

سامنے کھڑے ہوئے آدمی اور سردار داراب میں سر مو فرق نہیں تھا سردار داراب بدستور کانپتا رہا۔ مگر دوسری طرف اس کا ہم شکل بھی بری طرح کانپ رہا تھا۔

ڈاکٹر نجیب صرف اتنے دن آپ کو وصیت نامہ مرتب کرنے سے روکنا چاہتا تھا جب تک کہ اس کا تجربہ مکمل نہ ہو جائے۔ آج اگر وہ کامیاب ہو جاتا تو آپ مرجانے کے باوجود بھی زندہ رہتے یعنی آپ کی جگہ پلاسٹک سرجری کا یہ شاہکار لے لیتا اور آپ کی دولت پر صرف ڈاکٹر نجیب کا ہاتھ ہوتا۔ پھر کسی وصیت نامے کی ضرورت ہی باقی نہ رہ جاتی اور وہ اس کے بعد آہستہ آہستہ آپ کے دوسرے وارثوں کو بھی اپنی راہ سے ہٹا دیتا۔ اس عمارت کو اسی لئے

جاتے تو اس سے کیا فرق پڑتا۔ قانونی طور پر آپ کے دوسرے ورثا ہر حال میں آپ کی املاک میں سے حصہ پاتے۔ لہذا وصیت نامہ والا چکر فضول ہے۔

پھر تم نے یہ ڈرامہ کیوں کیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں اسی کی توقع تھی جو اس وقت ظہور پذیر ہوا ہے۔

آپ کا خیال درست ہے۔ اس وقت وہی کچھ پیش آیا ہے جو میں نے سوچا تھا۔ لیکن اب مجھے اصل کی تلاش ہے یہ تو محض ایک واقعہ تھا۔

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر سردار داراب سے پوچھا۔ ہاں وہ آہنی دروازہ کب سے ہلایا جا رہا ہے یعنی کہ اس عمارت میں آسبی خلل کب سے ہوا ہے۔

یہی کوئی ڈیڑھ ماہ پہلے کی بات ہے۔ سردار داراب نے جواب دیا۔

گڈ۔۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ میں ذرا اس عمارت کو بھی دیکھ لوں۔ اگر وہاں بھی مجھے مقصد نہ معلوم ہو سکا تو یہی سمجھوں گا کہ پچھوؤں کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔

سردار داراب کچھ نہ بولا۔ وہ اس وقت عمران کے اشاروں پر ناچ رہا تھا۔ اس نے آہنی دروازہ کے قفل کی کنجی منگوائی۔ تھوڑی ہی دیر بعد آہنی دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے۔ انہیں ایک کمرے میں مدہم سی روشنی دکھائی دی۔ عمران کے علاوہ اور سب جہاں بھی تھے وہیں رک گئے۔ لیکن عمران کمرے کی طرف بڑھتا رہا۔ دروازے پر رک کر اس نے انہیں آنے کا اشارہ کیا۔ سردار داراب آہستہ آہستہ آگے بڑھا لیکن وہ تینوں وہیں رہے۔

پھر جب اس کی کارکیسل کے پھاٹک پر پہنچی تو شاہدہ اور بلقیس نے راستہ روک لیا۔ شاید وہ وہاں اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

ارے جاؤ۔ عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ میں وہ آدمی ہی نہیں ہوں جس سے کوئی معافی مانگے۔ میری سگی بہن مجھے گالیاں دیتی ہے اور میرے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ہٹوسا منے سے ورنہ گاڑی چڑھا دوں گا۔

پھر کبھی آئیے گا۔۔۔ شاہدہ نے منعموم لہجے میں پوچھا۔
اب تم پلاسٹک سرجری کی ٹریننگ لو۔ امریکہ جا کر۔ واپسی پر مجھے موجود پاؤ گی۔ اچھا
ٹاٹا۔۔۔ اس کی کار آگے بڑھ گئی۔

Released on 2008

پھر عمران نے سردار داراب کے ہم شکل پر مکے برسانے شروع کر دیئے اور اس نے ذرا ہی سی دیر میں اعتراف کر لیا کہ وہ سردار گڈھ کا ایک غنڈہ تھا اور ڈاکٹر نجیب نے اس پر پلاسٹک سرجری کا عمل کر کے اسے سردار داراب بنا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ بقیہ پانچ آدمیوں کے متعلق بھی اس نے بتایا کہ وہ اس کے پٹھے تھے۔ صبح ہوتے ہوتے وہ سب پولیس کے حوالے کر دیئے گئے۔

میں مجبور ہوں سردار صاحب۔ عمران نے کہا۔ مجھے افسوس ہے سر سلطان نے مجھے اس کی ہدایت نہیں کی تھی۔

میں دے رہا ہوں تمہیں اپنا بچہ سمجھ کر۔ سردار دراب نے گلوگیر آواز میں کہا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو۔ کچھ دن تو ٹھہرو۔

Page 59